RGD : E.P. No 861

رجسٹرڈ ای۔ پی نمبر ۸۶۱

جلد ۳ | ۱۴ امان ۱۳۳۳ ہش | ۸ رجب ۱۳۷۳ھ | مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۰

احمدیہ جماعت۔ آزادیٔ ہند کی حمایت میں!

از جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی بی۔ اے ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان

احمدیہ جماعت کی بنیاد رکھے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے۔ لیکن اس قلیل عرصہ میں یہ جماعت بین الاقوامی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اور اس کی شاخیں اور مشن نہ صرف ہندوستان کے تمام علاقوں اور ریاستوں میں قائم ہیں بلکہ دنیا کے تمام ملکوں میں اس کے نام لیوا پائے جاتے ہیں۔ اور ہر جگہ اپنی پُر امن تعلیمات اور عمدہ اخلاق کی وجہ سے قادیان اور ہندوستان کے نام کو روشن کر رہے ہیں۔

ہندوستان اور ہندوستان کے باہر جن لوگوں کو اس جماعت کا لٹریچر پڑھنے اور اس کے افراد کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملتا جاتا ہے۔ وہ اس کے گرویدہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں تقسیم ملک کے بعد ملک کے نامور اخبارات کے نمائندوں نے کثرت کے ساتھ مرکز جماعت یعنی قادیان کو دیکھ کر اور جماعت کے افراد سے مل کر اپنی اپنی آرا شائع کی ہیں۔ جن سے جماعت کے اس پاکیزہ اثر کا پتہ چلتا ہے جو ان کے قلوب پر پڑا ہے۔

پھول کے ساتھ کانٹے

لیکن ہر پھول کے ساتھ کچھ کانٹے بھی لگے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اخبارات اور افراد جن کا مقصد مخالفت کی خاطر مخالفت کرنا ہے۔ یا احمدیہ جماعت کو اس لئے ہدف ملامت بناتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی ایک فعّال اور ترقی یافتہ جماعت ہے۔ وہ آئے دن جماعت کے خلاف کسی نہ کسی رنگ میں زہر چکانی کرتے رہتے ہیں۔ جہاں تک جماعت کی تعلیم اور اصولوں کا تعلق ہے یا اس کے افراد کے عملی نمونہ کا تعلق ہے۔ وہ موجودہ ملکی حالات کے مطابق اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔ اور مجبوراً گذشتہ تاریخ کے اوراق کو الٹ کر یہ کہنا چاہیئے کہ گڑے مردے اکھاڑ کر اعتراض پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان اخبارات میں عام طور پر روزنامہ پرتاپ اور ہفت روزہ "ہندو جالندھر" پیش پیش ہیں۔

اعتراضات کا خلاصہ

ان اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ بے شک احمدیہ جماعت کے اصول پُر امن اور ملک کی ترقی کے لئے مفید ہیں۔ اس کے افراد کا رویہ پابند قانون ہے اور وہ کسی بدامنی۔ ایجی ٹیشن۔ بغاوت حتیٰ کہ سٹرائیک (ہڑتال) وغیرہ میں بھی حصہ نہیں لیتے۔ اور ان کی موجودگی اور ترقی سے ہماری ملکی حکومت کے لئے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا وجود ملک کی اندرونی ترقی اور بیرونی شہرت کے لئے بہت غنیمت ہے۔ لیکن احمدیہ جماعت کی سابقہ تاریخ کو دیکھنے سے اس پر یہ داغ نمایاں ہوتا ہے۔ کہ وہ انگریزوں کے جو غیر ملکی حکمران تھے خوشامدی۔ وفادار اور دوست رہے ہیں۔ اور آزادی کی اس تحریک کے جو کانگرس جیسی محب وطن جماعتوں نے شروع کی اور اس کے لئے قربانیاں دیں خلاف رہے ہیں۔ اس لئے آزاد ہندوستان میں ان کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا اور ان کا موجودہ حکومت اور ملکی تحریکات میں تعاون کرنا اور ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا محض مصلحت وقت ہے ورنہ وہ غلامی کی پیداوار اور اسی کے دلدادہ ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر ربوہ میں

چاقو سے حملہ

ربوہ ۱۰ مارچ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

"سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر ایک نوجوان نے مسجد میں چاقو سے حملہ کیا۔ جبکہ حضور بعد نماز عصر مسجد سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ زخم تین انچ لمبا اور پونا انچ گہرا ہے جس پر مرہم پٹی کر دی گئی ہے۔ حضور ہوش میں ہیں۔ حضور اقدس کے علاوہ دو اور احمدیوں کو بھی جب وہ حضور کو بچانے کی کوشش کر رہے تھے زخمی کیا گیا۔ حملہ آور گرفتار کر لیا گیا ہے۔ سب احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و سلامتی سے لمبی عمر عطا فرمائے۔"

سانحہ ناجعہ کی کسی قدر تفصیل اوپر تار کے ترجمہ میں آ چکی ہے۔ اس تار کے موصول ہونے سے پہلے قادیان میں (موعود ۱۰ مارچ) یہ رنج دہ خبر بذریعہ ریڈیو پاکستان بھی سُنی گئی۔ اس کے سننے کے ساتھ ہی جملہ درویشان میں رنج و غم اور تشویش کی لہر دوڑ گئی اور وہ جوق در جوق مسجد مبارک اور دار حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں دعا کے لئے جمع ہونے شروع ہوئے۔ بیت الدعا اور دالان حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی نے اشک بار آنکھوں اور حزین قلب کے ساتھ دردمندانہ دعا کرائی۔ اس دعا کے وقت اکثر درویشان کی آہ و بکا عرش الٰہی تک پہنچ رہی تھی۔

اس دعا سے فارغ ہونے کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کے مشورہ سے چوہدری عبد القدیر صاحب واقف زندگی کارکن نظارت امور عامہ کو تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے دس بجے کی گاڑی سے ربوہ روانہ کیا گیا۔ اس انتشار میں مذکورہ بالا تار مکرم امیر صاحب کے نام موصول ہو گئی۔ بذریعہ اعلان جملہ درویشان کو ½ ۹ بجے مسجد مبارک میں جمع ہو کر نماز نوافل و دعا ادا کرنے کے لئے ہدایت دی گئی۔ چنانچہ تمام درویشان وضو کر کے مسجد میں بر وقت جمع ہو گئے۔ ان کے سامنے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی مرسلہ تار کا ترجمہ تین دفعہ پڑھ کر سنایا گیا۔ اور اس کے بعد حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی نے دو نوافل باجماعت پڑھائے۔ جن میں بہت طویل قیام رکوع اور سجود کئے۔ تمام مسجد آہ و بکا اور چیخ و پکار سے عالم محشر کا نظارہ ظاہر کر رہی تھی۔ مستورات بیت الذکر میں جمع ہوئیں۔

نماز تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ جس میں نہایت خشوع خضوع اور دردمندی سے مقدس و مطہر امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کی گئیں۔

نماز سے فارغ ہو کر احباب جماعت نے بہت سی رقم صدقہ دینے کے لئے اسی وقت مسجد میں فراہم کی۔ اور دو بکرے بطور صدقہ ذبح کر کے غربا میں تقسیم کئے گئے۔ نیز کچھ رقم نقدی کے طور پر بھی تقسیم کی گئی۔

مورخہ ۱۱ مارچ بوقت ۸ بجے پاکستان ریڈیو سے یہ بھی اعلان کیا گیا کہ حضور کے زخم کا اپریشن ہوا ہے۔ جو خدا کے فضل سے کامیاب ہے اور حضور کی حالت خطرہ سے باہر ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ پھر رات آٹھ بجے بھی یہی اعلان ہوا۔ اسی طرح بی بی سی لنڈن نے بھی یہی خبر نشر کی۔

نظارت علیا کی طرف سے ہندوستان کی بڑی بڑی جماعتوں کو بذریعہ تار اس حادثہ فاجعہ کی اطلاع دی گئی۔ اور نظارت امور عامہ کی طرف سے وزارت خارجہ حکومت ہند کے ذریعہ سے تفصیلات دریافت کی گئیں۔

قادیان کے بہت سے غیر مسلم معززین اس واقعہ کی اطلاع پاتے ہی مکرم ناظر صاحب اعلیٰ و ناظر صاحب امور عامہ کی خدمت میں اظہار افسوس کے لئے جمع ہوئے۔

آخر میں احباب جماعتہائے ہندوستان سے درخواست ہے کہ وہ خاص طور پر حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و درازیٔ عمر کے لئے متواتر دعائیں کریں اور صدقات دیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے مقدس و محبوب امام کا ہر طرح کی خیر و برکت سے ہمیشہ کے لئے ہمارے اوپر سایہ رکھے۔ اور حضور کو اپنے مقاصد عالیہ میں فائز المرام فرمائے۔ آمین

۲۳ اعتراض کی تردید

یہ اعتراض جس قدر خلاف واقعہ اور دور از حقیقت ہے۔ وہ اس بات سے ظاہر ہے کہ احمدیت کی داغ بیل ہی صرف خدا کی حکومت

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے رزاق آرٹ پریس، امرت سر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

دوں پر قائم کرنے کے لئے ڈالی گئی۔ اور اس مقصد کا لازمی نتیجہ مغربی سامراجی طاقتوں سے جو مادیت کی بنیادوں پر قائم ہیں آزادی ہے۔ احمدیہ جماعت کے افراد نے بظاہر یورپین حکومتوں کی غلامی میں رہتے ہوئے بھی اپنے افکار۔ اعمال اور اخلاق کو ان سے آزاد رکھا۔ اور تمدنی۔ ثقافتی اور سیاسی لحاظ سے ان سے بہت کم متاثر ہوئے یا اس کے برعکس آج آزادی ملک کے بعد بھی آزاد ہندوستان کا تار پود۔ اس میں ۔۔ اور گفتار کردار مغربیت کے سانچے میں ڈھلا ہؤا ہے۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ مغربی سامراج سے حقیقی آزادی حاصل کرنے میں ابھی اور کتنی مدت درکار ہوگی۔ کیونکہ جب تک کسی قوم کا ضمیر اور دل و دماغ غلامی سے آزاد نہیں ہو جاتا۔ وہ حقیقی آزادی کی فضاء میں سانس نہیں لے سکتی۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے ظاہری آزادی ملنے سے تقریباً نصف صدی پیشتر اپنے ماننے والوں کے دل و دماغ اور افکار و کردار کو یورپین طاقتوں کی غلامی سے آزاد کر دیا۔

ایک اور پہلو

اس اعتراض کی حقیقت اور غلطی ایک اور پہلو سے بھی واضح ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ احمدیہ جماعت نے باوجود انگریزی حکومت کے ساتھ تعاون کرنے کے۔ اور انگریزوں کے زمانہ میں بھی ہر قسم کی ایجی ٹیشن اور عدم تعاون کی تحریکات سے کنارہ کش رہنے کے حصول آزادی کی جدوجہد میں ہمیشہ باضابطہ طریق پر کوشش کی ہے۔ گو اس میں شک نہیں کہ احمدیہ جماعت نے آزادی کی ان تحریکات میں حصہ نہیں لیا۔ جو اپنے اندر بے ضابطہ اور عدم تعاون کا رنگ رکھتی تھیں۔ کیونکہ احمدیہ اصول کے مطابق اگر غیر ملکی حکومت کے جؤا کو خلاف ضابطہ طریق پر اتارنے کے لئے کوشش کی جاتی۔ تو یہی بغاوت اور عدم تعاون کے طریق اپنی ملکی حکومت سے حقوق منوانے کے لئے بھی استعمال ہو سکتے تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔ اور اب جبکہ اپنی ملکی حکومت قائم ہو چکی ہے۔ لوگ اپنے فرائض کو نظر انداز کر کے وہی پرانے حربے جو غیر ملکی حکومت کے خلاف اختیار کیا کرتے تھے۔ اپنی حکومت کے خلاف اختیار کر کے حکام کے لئے باعث پریشانی ہو رہے ہیں۔ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے گذشتہ دنوں مسٹر مرارجی ڈیسائی مشہور لیڈر نے بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ اب ہمیں تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ ہم نے انگریزوں کے خلاف عدم تعاون وغیرہ کا جو طریق اختیار کیا تھا وہ درست نہ تھا۔ کیونکہ آج یہی طریقے ہمارے اپنی حکومت کے خلاف استعمال کرنے جائز سمجھے جا رہے ہیں۔ اور عوام کے لئے غیر ملکی یا ملکی حکو[مت] کے امتیاز کو ذہن نشین کرانا مشکل ہو رہا ہے۔

تحریک آزادی میں حصہ لینے کی ایک مثال

اس بات کے متعدد نظائر و شواہد پیش کئے جا سکتے ہیں کہ احمدیہ جماعت اور اس کے مقدس پیشواؤں نے ہر اہم موقعہ پر ملک کی آزادی کی جدوجہد میں حصہ لیا۔ اور اس کو ملک کی ترقی و بہبود کے لئے نہایت ضروری قرار دیا۔ مثال کے طور پر ۱۹۳۱ء میں جب لارڈ ارون وائسرائے اور گورنر جنرل ہندوستان اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو رہے تھے۔ تو جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کو الوداعی یادگار کے طور پر ایک تحفہ کتابی صورت میں پیش کیا گیا۔ اس میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے لارڈ موصوف کو ان الفاظ میں مخاطب فرمایا ہے:۔

"ہم امید کرتے ہیں کہ وہ کام جسے آپ نے بعض وقت اپنی سیاسی عزت کو خطرہ میں ڈال کر سرانجام دیا ہے۔ اس کی تکمیل میں آپ انگلستان پہنچ کر پہلے سے بھی زیادہ سرگرم رہیں گے۔ ہماری مراد اس سے آزادی ہند کا کام ہے جس کی خواہش میں ہم کسی طرح کانگرس یا دوسری جماعتوں سے پیچھے نہیں کیونکہ اپنے ملک کی غلامی سوائے بیوقوف یا غدار کے کوئی پسند نہیں کر سکتا۔" (تحفہ لارڈ ارون صہ)

حضرت امام جماعت احمدیہ کے مندرجہ بالا الفاظ کو پڑھیں جو ایک انگریز وائسرائے کو انگریزی اقتدار کے زمانہ میں لکھے گئے۔ اور جن میں جذبہ آزادی کے متعلق زریں اور سنہری اصول پیش کئے گئے ہیں۔ کیا ان الفاظ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ احمدیہ جماعت ہمیشہ سے آزادی کی تحریکات کی حامی اور معاون رہی ہے۔ ہاں احمدیہ جماعت جس رنگ میں جدوجہد آزادی کو چلانا درست خیال کرتی تھی۔ آج آزادی ملنے کے بعد تجربہ سے وہی طریق ملک کے لئے کار آمد اور مفید ثابت ہؤا ہے۔ اور ملک میں آئے دن کی ہڑتالوں۔ ایجی ٹیشن اور بد امنی کی تحریکات کے اٹھنے کے بعد ملک کا ہر بہی خواہ اسی قسم کی پر امن جدوجہد اور باضابطہ کوشش کو سراہنے پر مجبور ہے۔ (احمدیت اپنے اسی اصول پر اب بھی قائم ہے۔ جو آج سے پچاس سال پہلے

جماعت احمدیہ کا لارڈ ارون کو انکی ہندوستان کی قابل قدر خدمات سرانجام دینے کی بناء پر تحفہ دینا اور اس میں کھلے الفاظ میں ملک کی آزادی کے لئے کوشش کرنے کی درخواست کرنا اور اس کوشش کو انگلستان میں جاری رکھنے کے لئے کہنا۔ نیز آزادی ملک کے دشمن کو بے وقوف یا غدار قرار دینا احمدیہ جماعت کے نظریہ کی واضح طور پر ترجمانی کرتا ہے۔

وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیہ جماعت اب مصلحتاً آزادی کی تحریکات کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ورنہ وہ غلامی کے خوگر اور آزادی کے دشمن رہے ہیں۔ اور انگریزوں کی حکومت کے ہندوستان میں پائدار بنانے کے لئے کوشاں رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے لئے سال رواں کا پروگرام

(از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

(۱) "ہر تعلیم یافتہ مرد اور ہر تعلیم یافتہ عورت جماعت کے کسی ایک مرد یا عورت کو جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے معمولی لکھنا پڑھنا سکھا دے۔"

(۲) "جماعت کا ہر فرد چھوٹا ہو یا بڑا عورت ہو یا مرد تحریک جدید میں حصہ لے ...... جماعت کا کوئی فرد تحریک جدید سے باہر نہ رہ جائے۔"

(۳) "ہر احمدی زمیندار جو فصل عام طور پر کاشت کرتا ہے۔ وہ اس کا $\frac{1}{2}$ فیصدی زیادہ بوئے اور اس کی آمدنی تحریک جدید میں دے۔"

(۴) "ہر احمدی اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ زائد کام کرے اور اس سے جو آمد ہو وہ اشاعت اسلام کے لئے دے۔"

یہ پروگرام میں نے جماعت کے لئے تجویز کیا ہے ...... سلسلہ کے مبلغ جس جگہ جائیں وہ لوگوں کو اس کی ترغیب دلائیں۔ اور لوگوں سے سو فی صدی اس پروگرام پر عمل کرانے کی کوشش کریں۔ اور جماعت کے سیکرٹری اور پریذیڈنٹ صاحبان ذمہ داری سے کام لیں اور جماعت کے تمام افراد سے اس پر عمل کرائیں۔"

جماعت احمدیہ کی طرف سے گوردوارہ گرنتھ صاحب کے لئے ایک اور نسخہ کی پیشکش

قادیان یکم مارچ ۱۹۵۴ء جناب صوبیدار رام سنگھ صاحب پریذیڈنٹ خالصہ سوسائٹی مضافات قادیان کی خواہش کے مطابق جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے ایک نسخہ گورو گرنتھ صاحب پیش کیا گیا۔ ۱۲ بجے کے قریب صوبیدار صاحب موصوف اور ان کے ساتھی دفتر نظارت امور عامہ میں تشریف لائے۔ مکرم مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر مقامی نے گرنتھ صاحب کا نسخہ صوبیدار صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ جسے پندرہ بیس آدمی جلوس کی صورت میں بڑے بازار سے ہوتے ہوئے موضع بھینی پہنچے۔ اس جلوس کے ہمراہ مکرم ناظر صاحب امور عامہ اور دیگر جماعت کے چند احباب بھی گئے۔

بھینی پہنچ کر گرنتھ صاحب کو گوردوارہ میں رکھ دیا گیا۔ بعد ازاں دست بدست جمع تھے۔ کہ صوبیدار صاحب نے ایک مختصری تقریر فرمائی جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کی رواداری اور حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق کا خاص طور پر ذکر کیا۔ آخر میں انہوں نے فرمایا کہ مذہبی رواداری کا جو نیک نمونہ جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ اس سے دنیا میں امن قائم ہونے میں بہت مدد مل سکتی ہے۔

صوبیدار صاحب کے بعد مولوی بشیر احمد صاحب ماسٹر متعلم گیانی کلاس نے پنجابی زبان میں نصف گھنٹہ تقریر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی اس خصوصیت کو پیش کیا کہ وہ جملہ مذاہب کے پیروؤں اور ان کے مقدس بانیوں کی عزت کو جزو ایمان سمجھتی ہے۔ یہی ایک طریق ہے جس سے دنیا میں پریم اور شانتی پیدا ہو سکتی ہے آپ نے پرگنہ بٹالہ والی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے قادیان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا ذکر کیا۔ اور جماعت احمدیہ کی مذہبی رواداری پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ ہمارے مقدس امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ غیر مسلم احباب کی ۱۹۴۷ء کے انقلاب میں حفاظت کی۔ بلکہ متعدد گوردواروں کی مرمت وغیرہ میں مالی امداد کی۔

بعدہٗ حاجی فضل محمد صاحب نے پرگنہ بٹالہ والی پیشگوئی کو منظوم کلام میں سنایا۔ جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ اس موقعہ پر مسٹر دشواامتر نمائندہ اخبارات بھی شامل ہوئے۔

واپسی پر صوبیدار رام سنگھ صاحب نے اپنی کوٹھی پر جملہ احمدی احباب اور نمائندہ پریس کی چائے سے تواضع کی (رقم محمد احمد صاحب معاون ناظر امور عامہ قادیان)

خطبہ جمعہ

مساجد اپنی ذات میں بڑی برکات رکھتی ہیں۔ انکی وسعت کے ساتھ ہی ہماری جماعت کی ترقی وابستہ ہے

جب کوئی جماعت مسجد بناتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے دیندار لوگ بھی پیدا کر دیتا ہے جو اسے آباد رکھیں

لاہور کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے لئے جلد سے جلد نئی مسجد بنائیں اور اتنی بڑی بنائیں کہ اُسے پُر نہ کرسکیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۵؍جنوری ۱۹۵۴ء بمقام رتن باغ لاہور

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
جلسہ کے بعد تقریر وں وغیرہ کی وجہ سے

میرے گلے پر بوجھ

پڑا تھا۔ اور نزلہ کی بھی شکایت ہو گئی تھی۔ پھر الٰہی مصلحت کے ماتحت جلسہ کے معاً بعد مجھے گواہی کے لئے تیاری بھی کرنی پڑی۔ اور گواہی بھی دینی پڑی۔ اس لئے میرے گلے کی خراش بہت بڑھ گئی ہے۔ اور کھانسی شروع ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی یا شائد آپ لوگوں کے اخلاص اور محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ سامان کیا کہ سمجھا تو یہ جاتا تھا کہ شائد بدھ کو گواہی ختم ہو جائے۔ اور جمعرات کو ہم ربوہ چلے جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے سامان کئے۔ کہ میری گواہی جمعہ کے وقت تک ہو گئی۔ جس کے بعد لازماً مجھے جمعہ کے لئے ٹھہرنا پڑا۔ اور یہ جمعہ مجھے لاہور میں پڑھانا پڑا۔

میں نے جو یہ اعلان کرایا تھا۔ کہ دوست اس جگہ (یعنی رتن باغ میں) نماز کے لئے جمع ہو جائیں۔

اس کی وجہ یہ تھی

کہ میں سمجھتا تھا کہ ایسے وقت میں آکر کہ جمعہ کے لئے تھوڑا وقت رہ جائے گا۔ پھر انسان جمعہ کی تیاری بھی کرتا ہے۔ کھانا بھی کھاتا ہے۔ اور نقصان بھی ہوتی ہے۔ مسجد میں جانا شائد مشکل ہو جائے لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی چاہتا تھا۔ کہ دوست مل لیں۔ تاکہ میرا یہاں رہنا میرے لئے اور ان کے لئے بھی مفید ہو جائے۔ اس لئے مسجد کی بجائے میں نے آپ لوگوں کو یہاں نماز پڑھنے کی تحریک کی۔

جہاں تک اسلامی احکام کا سوال ہے

بہترین جگہ نماز کی

مسجد ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ دنیا میں ہر چیز اپنی روایات کو اپنے ساتھ لئے پھرتی ہے۔ اگر کسی دشمن کا بچہ نظر آجاتا ہے۔ تو اس کو دیکھتے ہی انسان کے دل میں اس دشمن کی دشمنیاں بھی گذر جاتی ہیں اور اگر کسی دوست کا بچہ نظر آجاتا ہے۔ تو اس کو دیکھتے ہی اس دوست کی محبت اور اس کا حسن سلوک بھی یاد آجاتا ہے۔ ہمارے ملک کی روایات میں سے ایک روایت ہے کہ مجنوں کو کسی نے دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو گود میں بٹھایا ہوا ہے اور اس سے پیار کر رہا ہے۔ اس نے کہا۔ قیس تم تو ایک بڑے خاندان کے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ تم یہ کیا حرکت کر رہے ہو کہ ایک کتے کو تم نے گود میں بٹھایا ہوا ہے۔ اور تم اس سے پیار کر رہے ہو۔ قیس نے بے ساختہ جواب دیا کہ میں کتے کو تو پیار نہیں کر رہا میں تو لیلیٰ کے کتے کو پیار کر رہا ہوں۔ یعنی تمہیں وہ کتا نظر آتا ہے۔ لیکن مجھے یہ نظر آتا ہے کہ لیلیٰ کے ساتھ اس کی وابستگی ہے۔ اس لئے اس کو دیکھتے ہی لیلیٰ کی یاد میرے دل میں تازہ ہو جاتی ہے۔

مسجد بھی بظاہر اینٹوں کی بنی ہوئی ایک چیز ہے

چونہ کی بنی ہوئی ایک چیز ہے۔ گارے کی بنی ہوئی ایک چیز ہے۔ لکڑی کی بنی ہوئی ایک چیز ہے۔ اور جہاں تک مساجد کا تعلق ہے لاہور کے ہزاروں ہزار مکان ان سے زیادہ بہتر میٹیریل سے بنے ہوئے ہیں۔ اگر صرف ایک احاطہ کو دیکھا جائے۔ اگر صرف چھتوں کو دیکھا جائے۔ اگر صرف عمارت کو دیکھا جائے۔ اگر صرف دروازوں کو دیکھا جائے۔ تو لاہور کی اکثر مساجد سے یہاں کی اکثر کوٹھیاں زیادہ شاندار نظر آئیں گی۔ لیکن ایک مومن جس وقت مسجد میں جاتا ہے تو معاً اس کی اینٹ اور گارا اور لکڑی اور چونہ اس کے دل سے غائب ہو جاتا ہے اور اس کو یہ نظر آتا ہے کہ اس گھر میں پانچ وقت میرا خدا اترا کرتا ہے۔ مسجد کے علاوہ دوسری جگہ ایسی نہیں ہوتی۔ جس کو دیکھتے ہی اس کے دل پر یہ اثر پڑے۔ کہ میرا محبوب اور میرا آقا اس جگہ پانچ وقت آیا کرتا ہے۔ پس مسجد ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس میں داخل ہوتے ہی

انسان کے جذبات محبت

ابھر پڑتے ہیں۔ اور وہ محسوس کرتا ہے۔ کہ گو ابھی میں نے خدا کو نہیں دیکھا۔ مگر میں اس جگہ آگیا ہوں۔ جہاں لوگ خدا کو دیکھا کرتے ہیں۔ شائد کسی دن میری بھی خدا تعالیٰ کو دیکھنے کی باری آجائے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ تم مساجد میں مزین ہو کر جایا کرو۔ لوگ بڑے افسروں کو ملنے جاتے ہیں یا کچہریوں اور درباروں میں جاتے ہیں تو اچھے لباس پہنتے ہیں۔ نہا دھو کر جاتے ہیں۔ خوشبو لگاتے ہیں۔ کیونکہ سمجھتے ہیں کہ اس جگہ بہت سے لوگ بادشاہ یا گورنر کو دیکھنے آئیں گے۔ پس وہ خوب تیاریاں کر کے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح دنیا کے دربار یا شاہی عادات انسانی بادشاہوں کے سامنے لے جانے والی چیزیں ہیں۔ اور وہ ان کی آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے بادشاہوں کو لے آتی ہیں۔ اسی طرح مسجد خدا کے سامنے انسان کو پہنچا دیتی ہے۔ اگر چھوٹے چھوٹے حاکموں کے سامنے جانے کے لئے وہ تیاری کرتے ہیں۔ تو

احکم الحاکمین سے ملنے

کے لئے وہ کیوں تیاری نہیں کرتے۔ تو مساجد اپنی ذات میں بڑی برکت رکھتی ہیں۔ اگر مجبوراً مسجد کو چھوڑنا پڑے تو اور بات ہے۔ جیسے بعض لوگ اپنی ضد اور تعصب میں اتنے بڑھ جاتے ہیں۔ اور دوسروں کو اس میں نماز ہی پڑھنے نہیں دیتے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی شخص مسجد کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے کہ لوگ اسے مسجد میں نہیں جانے دیتے۔ جیسے پولیس پہرہ پر بیٹھی ہوئی ہو تو انسان اگر اس جگہ جانا بھی چاہتا ہے تو رک جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی طاقتور آدمی کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دے تو وہ رک جاتا ہے۔ لیکن اس کے دل کو یہی محسوس ہوتا ہے کہ میں

اپنی ایک پیاری اور عزیز چیز

کے پاس جانا چاہتا تھا۔ لیکن مجھے روک دیا گیا۔ اور وہ لوگ جو اپنے دلوں میں خشیۃ اللہ رکھتے ہیں۔ ان پر ان باتوں کا اثر بھی ہوتا ہے

اسی جلسہ پر ایک دوست نے مجھے

ایک واقعہ سنایا

جس کا میرے دل پر بڑا اثر ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے ہاں ایک احمدی دوست نے اپنے خرچ پر مسجد تعمیر کی۔ جس میں وہ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ فساد کے دنوں میں لوگوں کو جوش آیا۔ اور انہوں نے اس احمدی سے کہا کہ ہم تمہیں اس مسجد میں ہرگز گھسنے نہیں دینگے۔ اس نے کہا یہ مسجد تو میں نے خود بنائی ہے۔ اس لئے تم مجھے اس مسجد سے نہیں روک سکتے۔ انہوں نے کہا۔ خواہ کچھ ہو۔ ہم تمہیں اس مسجد میں نہیں گھسنے دیں گے۔ اس نے حکام کے پاس شکایت کی۔ انہیں پورے حالات معلوم نہیں تھے۔ اور یہ نہیں جانتے تھے کہ اس نے یہ مسجد بنائی ہے۔ انہوں نے بھی اس خیال سے کہ اس طرح فساد بڑھے گا اسے مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیا۔ انہوں نے کہا: چلیے جب ان لوگوں کی مرضی ہے۔ تو اب میں اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں جاؤں گا۔ کچھ دنوں کے بعد حکام کو معلوم ہوا کہ مسجد اس نے بنائی ہے۔ لوگوں نے اس پر سختی کی ہے۔ اس پر بعض ایسے افسر جو اپنے دل میں خوفِ خدا رکھتے تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ ہم سے بڑی غلطی ہوئی ہے۔ انہوں نے اس احمدی کو کہلا بھیجا کہ تم بے شک مسجد میں آیا کرو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اس نے کہا اب میں نہیں آتا۔ جب

یہ خدا کی مسجد نہیں۔ بلکہ انسانوں کی مسجد ہے۔ تو میں نے اس میں آ کر کیا لینا ہے۔ سنانے والے نے سنایا کہ آخر علاقہ کے افسر بھی اور رئیس بھی اس کے گھر پہ گئے۔ اور اس کی منتیں کیں کہ ہمیں

خدا کے لئے معاف کرو

اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آیا کرو۔ چنانچہ اس نے انہیں معاف کیا اور مسجد میں آنے جانے لگا۔ اب دیکھو اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ ان میں سے بعض کے دل میں خوفِ خدا تھا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ اس مسجد کے ذریعہ اس شخص نے خدا کا نام لینے کی دوسروں کے لئے سہولت پیدا کی تھی۔ اور اس امر کا انتظام کیا تھا۔ کہ لوگ آئیں اور خدا کی زیارت کریں۔ لیکن ہم نے اس کو خدا تعالےٰ کی زیارت سے محروم کر دیا۔ تب انہوں نے اپنی غلطی محسوس کی اور وہ اصرار کر کے اسے مسجد میں لے آئے۔ تو ان مقامات کو دیکھ کر انسان کے دل پر اثر پڑتا ہے اور انسان محسوس کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اسے ایک شرف عطا فرما دیا ہے۔ اور یہ ایسی چیز ہے کہ اس کو دیکھ کر بعض دفعہ سنگدل سے سنگدل انسان بھی کانپ اُٹھتا ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے دل میں اپنے آخری ایام میں مکہ میں ہجرت کے تین چار سال پہلے خیال پیدا ہوا۔ کہ مکہ والے تو نہیں مانتے۔ شاید کوئی دوسرا شہر مان جائے۔ حجاز کا دوسرا بڑا شہر طائف تھا۔ آپ اپنے ایک ساتھی کو لے کر طائف پہنچے۔ لیکن آپ کی یہ حسن ظنی درحقیقت درست نہیں تھی۔ طائف والے مکہ والوں سے بھی عداوت میں بڑھے ہوئے تھے۔ جب آپ نے انہیں تبلیغ کرنی چاہی۔ تو انہوں نے مختلف بہانے بنانے شروع کر دیئے۔ ادھر انہوں نے لڑکوں کو حملہ کے لئے اُکسا دیا۔ اور کہہ دیا۔ کہ جب آپ باہر نکلیں۔ تو آپ پر پتھر برسائیں۔ اور آپ کے پیچھے کتے ڈال دیں۔ جب آپ طائف کے رئیسوں سے مایوس ہو کر باہر نکلے۔ تو لڑکوں نے آپ کو

پتھر مارنے شروع کر دیئے

ساتھ ہی انہوں نے کتوں کو اُکسا دیا۔ اور وہ بھی آپ کے پیچھے دوڑے۔ آپ اس حالت میں شہر چھوڑ کر باہر نکلے۔ مگر وہاں بھی لوگ آپ کے پیچھے پیچھے آئے۔ یہاں تک کہ آپ کے جسم پر کئی جگہ زخم آ گئے۔ اور خون بہنے لگ گیا۔ مکہ والے اکثر رئیسوں کی جائدادیں اور باغات طائف میں تھے۔ آپ ایک باغ کے پاس آئے جو ایک شدید دشمن اسلام کا تھا۔ مگر اس وقت آپ کی حالت کو دیکھ کر اسے بھی رحم آ گیا۔ اور اس نے آپ کو اپنے باغ میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ جب طائف والوں کا آپ نے یہ سلوک دیکھا۔ تو آپ نے اپنے ساتھی سے فرمایا۔ کہ چلو مکہ چلیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ شاید آپ کو مکہ والوں کا قانون معلوم نہیں۔ مکہ والے

حقوق شہریت

سے محروم نہیں کرتے۔ لیکن جب کوئی شخص اپنی مرضی سے مکہ چھوڑ کر چلا جائے۔ تو پھر دوبارہ اسے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ جب تک اسے کسی رئیس کی پناہ حاصل نہ ہو۔ آپ اپنی خوشی سے وہاں سے نکل آئے تھے۔ اور اب مکہ والے سمجھتے ہیں۔ کہ آپ وہاں کے باشندے نہیں رہے سوائے اس کے کہ مکہ کا کوئی رئیس یا مکہ کے پنچوں میں سے کوئی ذمہ دار شخص آپ کو پناہ دے چنانچہ جب آپ مکہ کے پاس پہنچے تو آپ نے اسے

مطعم بن عدی کے پاس

بھجوایا۔ مطعم بن عدی آپ کا ایک شدید دشمن تھا۔ وہ اور اس کے بیٹے رات دن آپ کی مخالفت کرتے رہتے تھے۔ آپ نے اسے فرمایا تم مطعم بن عدی کے پاس جاؤ۔ اور اسے میرا نام لے کر کہو کہ میں پھر مکہ میں واپس آنا چاہتا ہوں۔ اگر تم مجھ کو شہریت کے حقوق دے دو جس کا طریق یہ ہے کہ تم مجھے اپنی پناہ میں لے لو۔ تو پھر میں واپس آ سکتا ہوں۔ اس کو تعجب ہوا۔ کہ آپنا شدید دشمن جو رات دن دشمنی کرتا رہتا ہے۔ اس کے پاس جانے کا فائدہ کیا ہوگا۔ مگر وہ چلا گیا۔ درحقیقت وہ مکہ والوں کی فطرت کو نہیں سمجھتا تھا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی فطرت کو خوب سمجھتے تھے وہ نہایت سنگدل بھی تھے۔ وہ نہایت ظالم بھی تھے۔ لیکن خانہ کعبہ کے پاس رہنے کی وجہ سے

خشیۃ اللہ کی ایک چنگاری

بھی ان کے دلوں میں سلگتی رہتی تھی۔ مکہ میں جو خدا تعالےٰ کے نشانات کا ظہور وہ رات دن دیکھتے تھے۔ اس کی وجہ سے وہ بہتے ترتے۔ مگر مکہ کی رسم سے بندشے رہتے تھے۔ جب وہ صحابیؓ گئے۔ اور انہوں نے آپ کا نام لے کر کہا۔ کہ وہ آپ کو یہ پیغام دیتے ہیں۔ کہ میں مکہ سے چلا گیا تھا۔ مگر طائف والوں نے مجھ سے کچھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ پھر واپس آ جاؤں۔ مگر مکہ کے قانون کے مطابق میں یہاں کے شہری حقوق سے محروم ہو گیا ہوں۔ اب اس کے لئے ضروری ہے کہ مکہ کا کوئی سرپنچ مجھے پناہ دے۔ کیا تم اس بات کے لئے تیار ہو۔ کہ مجھے پناہ دو۔ گو وہ شدید دشمن اسلام جس کی

دشمنی کے واقعات

سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ یہ سنتے ہی کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے جوان بیٹوں کو بلایا اور ان کو یہ سارا واقعہ سنایا۔ اور کہا کہ تلواریں اپنے ہاتھ میں لے لو۔ اور میرے ساتھ چلو۔ پھر اس نے مکہ کے دروازہ تک آ کر آپ سے کہا۔ کہ میں آپ کو پناہ دیتا ہوں۔ آپ میرے ساتھ مکہ میں داخل ہوں۔ مکہ کے لوگوں کی دشمنی کا اس کو اندازہ تھا۔ ان کی معاندانہ کارروائیوں کا اس کو علم تھا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ گو مکہ کے رواج کے مطابق مجھ کو یہ حق حاصل ہے کہ میں ان کو پناہ دوں۔ مگر وہ مخالفت کی وجہ سے شاید اس دیرینہ قانون کو بھی بھول جائیں گے۔ اور مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے چنانچہ اس نے اپنے بیٹوں سے کہا۔ دیکھو یہ

اس وقت ہماری پناہ میں ہیں

مجھے ڈر ہے کہ مکہ والے حملہ کریں گے۔ لیکن میں وہ دن دیکھنا نہیں چاہتا کہ تم میں سے کوئی زندہ ہو۔ اور ان تک کوئی آدمی پہنچ جائے۔ تمہاری لاشوں پر سے گذرتے ہوئے کوئی شخص ان تک پہنچے تو پہنچے۔ ورنہ ان پر کوئی آنچ نہیں آنی چاہیئے۔ اس طرح وہ ننگی تلواروں کے نیچے آپؐ کو اپنے گھر چھوڑ گیا۔ اب دیکھو اس واقعہ کے پیچھے کونسی روح تھی۔ روح یہی تھی کہ اس کو اس پناہ دینے میں بھی اپنی عظمت نظر آئی اور اس نے سوچا کہ آخر یہ یہاں کیوں آنا چاہتے ہیں؟ خانہ کعبہ ہمارا ہے اور ہمیں ہمیشہ

خدا تعالےٰ کے نشانات

دکھاتا ہے۔ پس خانہ کعبہ کے ساتھ ان کے جو تعلقات تھے۔ انہوں نے اس کے اندر یہ نیکی پیدا کر دی۔ کہ یا تو وہ آپؐ کی جان لینے کے درپے تھا۔ اور یا اس نے اپنے جوان بیٹوں سے کہا کہ تم میں سے ہر ایک مر جائے۔ مگر ان کو آنچ نہ آئے۔ تو مساجد اپنے اندر بڑی برکات رکھتی ہیں۔ اور وہ انسان کے چھپے ہوئے جذبات اور اس کے دبے ہوئے احساسات کو ابھارتی اور نمایاں کرتی ہیں۔ اسی لئے رتن باغ میں (مگر اس طرف نہیں دوسری طرف) میں نے لاہور کی جماعت کو تحریک کی تھی کہ اب یہاں کی مسجد ان کی ضروریات کے لئے کافی نہیں۔ انہیں

کوئی اور مسجد بنانی چاہیئے

اس وقت دوستوں نے اپنے جوش اور اخلاص میں بڑے بڑے چندے لکھوائے۔ چنانچہ مجھے بتایا گیا تھا۔ کہ اس وقت ۲۲ ہزار کے وعدے ہوئے۔ اور وصولی بھی سولہ سترہ یا اٹھارہ ہزار کی ہو گئی۔ لیکن اس میں التواء پڑتا چلا گیا اور جماعت نے زمین نہ خریدی۔ اب میرے بار بار کہنے کے بعد جماعت نے اس طرف توجہ کی ہے اور زمین خریدنے کے متعلق کوشش کی جا رہی ہے۔ بہرحال نمازوں کے لئے یہاں ایک وسیع مسجد کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اب بھی تم نمازیں تو پڑھتے ہو۔ مگر تم نماز پڑھتے ہو گلیوں میں تم نماز پڑھتے ہو چھتوں پر۔ ان گلیوں اور چھتوں پر نماز پڑھتے وقت تمہارے اندر

وہ خشیت اللہ

پیدا نہیں ہو سکتی۔ جو مسجد میں پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اسی گلی میں بچے کھیل رہے ہوتے ہیں۔ اسی گلی میں وہ پیشاب کر دیتے ہیں۔ اور پھر لوگ اسی گلی میں سے جوتوں سمیت گذر رہے ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے جب تم گلی میں نماز پڑھتے ہو۔ تو فوری طور پر تمہارے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کی خشیت کا وہ جوش پیدا نہیں ہوتا۔ جو مسجد تمہارے اندر پیدا کیا کرتی ہے۔ تم مسجد کے ساتھ ملحق گلی میں نماز پڑھ کر اس احساس سے بیگانہ رہتے ہو۔ لیکن جب دو قدم چل کر مسجد میں داخل ہو۔ تو تمہارے اندر

ایک نیا احساس اور نیا شعور

پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی محبت اور اس کے خوف کا جذبہ تمہارے دل میں نمایاں ہونے لگتا ہے۔ مثلاً پہلا احساس تو تمہیں یہی پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ مسجد ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم جوتا اُتاریں۔ پھر تمہارے ذہن کو یہ توفیق مل جائے۔ کہ وہ بلندی کی طرف پرواز کرے۔ تو مسجد کو دیکھ کر تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہوگا۔ کہ سالہا سال اس زمین پر کھڑے ہو کر خدا تعالےٰ کا نام بلند کیا گیا ہے۔ سالہا سال اس زمین پر خدا تعالےٰ کا ذکر کیا گیا ہے۔ بلکہ شاید وہ کہنے پہلے خدا تعالےٰ کا کوئی برگزیدہ اس جگہ کھڑا ہوا ہو۔ اور نہ معلوم اس نے کس کس طرح خدا تعالےٰ سے باتیں کی ہوں۔ پھر اگر خدا تعالےٰ تمہیں اور زیادہ بلند پروازی کی توفیق دے۔ تو تمہارے دل میں خیال پیدا ہوگا کہ بے شک میرے اندر خشوع خضوع پیدا نہیں ہوتا۔ میرے اندر رقت اور

سوز و گداز کی کیفیت

پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن خدا کے کئی بندے ایسے ہیں۔ جن کے جذبات اس مقام پر آ کر اتنے ابھرے کہ وہ موم کی طرح اس کی آتشی لا رجلوہ کے سامنے پگھل گئے۔ ان کی ملاقات کے لئے ان کے ساتھ مصافحت کرنے کے لئے اور ان کے دلوں کو مضبوط کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ اس جگہ ضرور اترتا ہوگا۔ وہ میرے لئے اترے یا کسی اور کے لئے بہرحال ہر نماز میں خدا تعالےٰ اترتا ہے۔ اگر میری نماز مقبول نہیں۔ تو میرے ساتھیوں میں سے کسی کی ضرور مقبول ہوگی۔ اور وہ اس کے لئے اس مقام پر نازل ہوگا۔ اور

جب خدا کسی قوم پر اترتا ہے

تو وہ مقام اپنی ذات میں بھی بہت بڑی اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔ پھر اس کے دل میں خیال پیدا ہوگا۔ کہ میں جب کبھی دلی جاتا تھا۔ تو موٹر یا تانگہ کرایہ پر لیتا تھا اور کہتا تھا۔ کہ مجھے دیوانِ خاص تک لے چلو۔ اگر کوئی ناواقف مجھ سے پوچھتا۔ کہ دیوانِ خاص میں کیا چیز ہے۔ تو میں اسے بتاتا۔ کہ دیوانِ خاص وہ مقام ہے۔ جہاں جہانگیر بیٹھا کرتا تھا۔ یا شاہجہان بیٹھا کرتا تھا۔ اور لوگ ان کے دیدار کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ بہرحال میں یہ تکلیف اس لئے اُٹھاتا تھا۔ کہ آج سے سو دو سو چار سو یا ہزار سال پہلے ایک محدود ملک کا بادشاہ کسی وقت اس جگہ بیٹھا کرتا تھا۔ اگر میں اتنی تکلیف اٹھا کر وہاں جاتا تھا۔ اور اس لئے جاتا تھا۔ کہ ایک فانی انسان کسی کسی وقت یہاں بیٹھا کرتا تھا تو یہاں تو میرے

لئے یہ موقع ہے۔ کہ کوئی مرنے والا بادشاہ نہیں بلکہ زندہ خدا اترا۔ اور وہ بھی سو دو سو یا ہزار سال پہلے نہیں بلکہ ابھی دو گھنٹے پہلے وہ یہاں اترا تھا۔ ہر روز پانچ وقت اترا کرتا ہے۔ پس میرے لئے

یہ کتنی بڑی خوش قسمتی

کی بات ہے۔ جب میں دنیوی بادشاہوں کے دیوان خاص دیکھنے کے لئے تکلیف اٹھاتا ہوں۔ تو یہاں تو کسی تکلیف کا سوال ہی نہیں۔ وہ مقام ہے جہاں پانچ وقت زمین و آسمان کا خدا آسمان سے نازل ہوتا ہے یہ بات باہر گلی والوں کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ وہاں پیشاب کرنے والا پیشاب بھی کر رہا ہے۔ اور کوڑا اکرکٹ پھینکنے والا کوڑا کرکٹ بھی پھینک رہا ہے۔ پس مساجد کے ساتھ جو خشوع خضوع وابستہ ہے۔ وہ کسی دوسری جگہ کے ساتھ وابستہ نہیں۔ اور گو یہ جائز ہے کہ انسان دوسری جگہوں میں بھی نماز پڑھ لے۔ جیسے اس وقت ہم یہاں نماز پڑھ رہے ہیں۔ مگر یہ چیز مجبوری کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

لاہور کے دوستوں کو چاہیئے

کہ وہ جلدی مسجد بنائیں۔ اس کے لئے تم زیادہ انتظار نہ کرو۔ معمولی چاردیواری بناؤ اور نماز پڑھنی شروع کر دو۔ دھوپ ہو تو سائبان کھڑے کئے اور نماز پڑھ لی۔ بہرحال ہر احمدی کو جب وہ نماز پڑھ رہا ہو۔ یہ محسوس ہونا چاہیئے۔ کہ وہ گلی میں نماز نہیں پڑھ رہا۔ بے شک گلی میں بھی نماز ہو جاتی ہے۔ مگر گلی میں نماز پڑھنے والوں کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے شاہی جلوس نکلتا ہے۔ تو بعض لوگ گلیوں میں باہر نکل کر اسے دیکھتے ہیں۔ اور بعض جلوس دیکھنے کے لئے چھتوں پر چڑھ جاتے ہیں۔ لیکن ایک وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو شاہی دربار میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ دونوں کو ایک جیسا ہی مزا آتا ہے۔ وہ شخص جو دربار میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس میں اور اس شخص میں جو چوری چھپے جھانک رہا ہوتا ہے۔ بڑا بھاری فرق ہوتا ہے۔ گلی میں نماز پڑھنے والا ایسا ہی ہے۔ جیسے دربار لگا ہوا ہو۔ تو کوئی شخص گلی میں سے جھانک رہا ہو۔ اور

مسجد میں نماز پڑھنے والا

ایسا ہے۔ جیسے دربار میں کوئی شخص کرسی پر بیٹھا ہو۔ پس ہر احمدی کو یہ محسوس ہونا چاہیئے۔ کہ وہ خدا کے دربار میں حاضر ہوا تھا۔ چوروں کی طرح جھانکنے نہیں آیا تھا۔ اگر تم ایسا کرو۔ تو میرا چالیس سالہ لمبا تجربہ ہے۔ کہ اس کے بعد تمہیں مسجد بنانے کی بھی توفیق مل جائے گی۔ جب مسجدیں بننے لگتی ہیں۔ تو معلوم نہیں لوگوں کے پاس روپیہ کہاں سے آجاتا ہے بہرحال روپیہ آتا ہے۔ اور مسجد تیار ہو جاتی ہے۔ جب لاہور کی موجودہ مسجد بننے لگی ہے۔ تو میں اپنی کمزوری کا اقرار کروں گا۔ کہ میں نے کئی دفعہ

قریشی محمد حسین صاحب موجد مفرح عنبری لاہور

والوں کو جنہوں نے یہ مسجد بنوائی تھی۔ کہا کہ قریشی صاحب جماعت پر آپ نے بوجھ ڈال دیا ہے۔ مگر وہ کہتے کہ جماعت پر کچھ بھی بوجھ نہیں۔ جب لوگ جمعہ کے لئے آتے ہیں۔ تو میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ اپنی ضروریات کے لئے اتنا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ کچھ خدا کے لئے بھی خرچ کریں اور مسجد کے لئے دے دیں۔ اس پر وہ کچھ روپیہ دے دیتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اگلے ہفتے پھر میں ان کو تحریک کر دیتا ہوں۔ اور وہ کچھ اور روپیہ دے دیتے ہیں۔ اس طرح بغیر کسی بوجھ کے روپیہ اکٹھا ہو رہا ہے۔ بہرحال ہم اس وقت یہ سمجھتے تھے۔ کہ انہوں نے جماعت پر بوجھ ڈال دیا ہے۔ مگر وہ اڑھائی سال میں انہوں نے مسجد مکمل کر لی۔ اور اب یہ دن ہے کہ مجھے یہ کہنا پڑا ہے کہ یہ مسجد تمہارے لئے کافی نہیں۔ بہرحال مجھے تجربہ ہونے کے بعد یہ معلوم ہوا ہے کہ مسجد کے لئے کہیں نہ کہیں سے روپیہ ضرور آجاتا ہے

جب مسجد بننے لگتی ہے

تو اللہ تعالیٰ کسی شخص کے دل میں یہ تحریک پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ پانچ سو روپیہ مجھ سے لو۔ اور ایک کمرہ بنا لو۔ دوسرے دن کسی اور کو جوش آجاتا ہے۔ اور وہ روپیہ پیش کر دیتا ہے۔ پس تعمیر کا فکر جانے دو۔ زمین لو۔ اور اس کا نام مسجد رکھو۔ اس کے بعد جب ہر شخص کے دل میں یہ احساس پیدا ہوگا کہ یہ کتنی بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے لگا ہوں۔ تو وہ مسجد کی تعمیر کے لئے بھی روپیہ دینا شروع کر دیں گے۔ مگر جیسا کہ میں نے دوستوں کو بتایا تھا۔

یہ نئی مسجد بھی

کسی وقت تمہارے لئے تنگ ہو جائے گی۔ اس لئے تم جامع مسجد کسی کو بھی نہ کہو۔ کسی دن یہ نئی مسجد بھی گھر والی مسجد بن جائے گی۔ پھر اور مسجد بناؤ۔ اور اس کو بھی صرف مسجد کہو۔ جامع مسجد نہ کہو۔ تمہیں کیا معلوم کہ خدا تعالیٰ یہاں احمدیت کو کتنی بڑی ترقی دینی چاہتا ہے۔ فرض کرو تم دو یا چار کنال ہی جامع مسجد بنا دو۔ اور لاہور کے دس لاکھ آدمیوں میں سے دو لاکھ احمدی ہو جائیں تو وہ اس میں جمعہ کی نماز کہاں پڑھ سکتے ہیں۔ ان کے لئے تو پچاس ایکڑ میں جامع مسجد بنانی پڑے گی۔ پس ابھی کوئی نام نہ رکھو۔ صرف

اپنی ضروریات کے لئے ایک نئی مسجد بنا لو

پھر یہ بھی میں نے دیکھا ہے۔ کہ جب مسجدیں بنتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جماعت کو بھی غیر معمولی طور پر ترقی دینی شروع کر دیتا ہے۔ یہاں جماعت کی ترقی کی بڑی وجہ مسجد ہی ہے۔ اسی طرح کراچی کی جماعت کی ترقی کی بھی بڑی وجہ ان کی مسجد ہے۔ انہوں

نے ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے مسجد بنائی (گو نام اس کا ہال رکھا) مگر اب وہ جگہ ان کے لئے کافی نہیں رہی۔ میں نے ان سے کہا کہ نئی جگہ زمین لو۔ اور ۵۔۶ ایکڑ لو اور گو صرف چاردیواری بنا کر ایک شیڈ بنا لو۔ چنانچہ انہوں نے

مارٹن روڈ پر زمین لی

اس کی چاردیواری بنائی۔ اور ایک شیڈ سا بنا لیا۔ وہ جگہ ہال سے بہت بڑی ہے۔ اب پچھلے دنوں وہاں کے دوست آئے تھے۔ تو انہوں نے بتایا کہ وہ گورنمنٹ سے تین چار کنال زمین اور لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہی حال ربوہ کی مسجد کا ہے۔ جب ہم قادیان سے نکلے ہیں۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر ستاون سال گذر چکے تھے۔ اور ستاون سال کے بعد مسجد اقصیٰ بھرنے لگی تھی۔ اور کچھ لوگوں کو نماز کے وقت گلیوں میں کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ لیکن ربوہ میں آئے ہوئے ہمیں ابھی تین چار سال ہی ہوئے ہیں۔ اور یہاں کی محلہ کی مسجد مسجد اقصیٰ سے زیادہ وسیع ہے۔ مگر اب بھی کئی دن ایسے آجاتے ہیں۔ کہ لوگ مسجد سے باہر نکل کر کھڑے ہونے پر مجبور رہتے ہیں۔ جس طرح تمہارا گھر بن جائے۔ تو تمہیں

اس کی آبادی کا فکر

ہوتا ہے۔ جس طرح ایک نوجوان جب اپنا گھر بنا لیتا ہے۔ تو اس کے دل میں خیال آتا ہے کہ اس کی شادی ہو۔ شادی ہو جائے۔ تو اسے خیال آتا ہے۔ کہ اس کے بچے ہوں۔ اور اس طرح اس کے گھر میں رونق ہو۔ اسی طرح جب تم خدا کا گھر بناتے ہو۔ تو خدا کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ آباد ہو۔ چنانچہ وہ لوگوں کے دلوں میں تحریک کرتا ہے۔ اور وہ سچائی کو قبول کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے گھر کی طرف بھاگے چلے آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا تھا۔ کہ وسّع مکانک اپنے مکانوں کو وسیع کرو۔ چونکہ میں نے

تیری ترقی کا وعدہ کیا ہوا ہے

اس لئے تیرا بھی فرض ہے۔ کہ تو اپنے مکانوں کو وسیع کرے۔ پس چونکہ یہ الٰہی وعدہ ہے۔ اس لئے لازماً جب ہم اپنے مکانوں کو وسیع کریں گے تو اللہ تعالیٰ اور ایسے آدمی لائے گا۔ جن سے وہ مکان آباد ہوں گے۔ پھر وہ مکان وسیع کئے جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی آبادی کے لئے اور آدمیوں کو لے آئے گا۔ بہرحال مساجد کی وسعت کے ساتھ ہماری جماعت کی ترقی وابستہ ہے جب کوئی جماعت مسجد بناتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے دیندار لوگ بھی پیدا کر دیتا ہے۔ جو اس مسجد میں نماز کے لئے آتے اور اسے آباد رکھتے ہیں۔ پس

تم جلدی ایک نئی مسجد بناؤ

اور اتنی بڑی بناؤ کہ تم اس کو بھر نہ سکو۔ بلکہ اس کی جگہ خالی رہے۔ تاکہ خدا کو خیال رہے کہ میں نے یہ جگہ بھرنی ہے۔ پھر جب وہ بھرنے لگے تو تم ایک اور مسجد بناؤ۔ اور وہ اتنی بڑی ہو کہ اس میں تمہاری اس وقت کی جماعت آدھی نظر آئے۔ اس پر پھر خدا تعالیٰ کو خیال پیدا ہوگا کہ جب یہ لوگ میرا اتنا بڑا گھر بنا رہے ہیں۔ تو کیا میں ہی کمزور ہوں۔ کہ میں اس گھر کو آباد نہ کروں۔ بہرحال ہمارے لئے یہ ایک بہترین ذریعہ ہے۔ جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم اپنی جماعت کو بھی ترقی دے سکتے ہیں۔ اور پھر لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنے۔ انہیں خدا تعالیٰ کی طرف توجہ دلانے اور ان کے دلوں میں دین اور تقویٰ پیدا کرنے کی بھی صورت پیدا ہوگی۔ پس جلدی کرو اور

مسجد کے لئے زمین خریدو

میں یہ نہیں کہتا کہ مسجد بناؤ۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جب تم نے زمین خرید لی۔ تو تمہارے دل میں آپ ہی خیال آئے گا۔ کہ زمین تو آگئی ہے۔ اب اس پر مکان بھی بنائیں۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ اس سے زیادہ لطیف کھیل اور کوئی نہیں۔ بچپن میں ہم ایک کھیل کھیلا کرتے تھے۔ جس میں پہلے ایک کی جگہ پر قبضہ کر لیا جاتا تھا۔ پھر دوسرے کی جگہ پر۔ یہ کھیل بھی اسی قسم کا ہے۔ ہم خدا کے گھر بناتے چلے جائیں۔ اور خدا ہمارے گھروں کو آباد کرتا چلا جائے۔ ہم اس کے گھر بڑھاتے جائیں۔ اور کہیں کہ تیرا گھر ابھی بھرا نہیں۔ وہ خالی پڑا ہے۔ اور خدا ہمارے گھروں کو بھرتا چلا جائے۔ اور کہے۔ کہ وہ گھر تو بھر چکے۔ اب اور گھر بناؤ۔ تاکہ میں ان کو بھی بھر دوں۔

جو روحانی لذت

اس روحانی کھیل میں ہے۔ وہ دنیا بھر کے اور کسی کھیل میں نہیں۔ اور جو روحانی سرور اس دربار میں ہے وہ دنیا کے اور کسی دربار میں نہیں۔ اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ چونکہ میرے گلے میں خرابی اور تھکان بھی ہے۔ اس لئے

میرا ارادہ یہ ہے

کہ میں ایک دن ٹھہر کر پرسوں صبح اتوار کو ربوہ جاؤں۔ پس آج بھی میں یہاں ٹھہروں گا۔ اور کل بھی۔ پرسوں صبح ہم انشاء اللہ واپس جائیں گے۔

زکوٰۃ کا ادا کرنا ایسا ہی ضروری قرار دیا گیا ہے جس طرح فرض نماز کا ادا کرنا۔

ختمِ نبوت کی حقیقت

اور

قرآن کریم میں آئندہ نئے نبی کے آنے کی خبر

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل انچارج جامعۃ المبشرین قادیان

ہفتہ وار 'روشنی' منگلور نے اپنے پرچہ مورخہ ۲۸ ؍ فروری ۱۹۶۲ء میں لکھا ہے۔ کہ قرآن میں کسی نئے نبی کے آنے کا ذکر نہیں مگر سوال یہ ہے کہ آیا اس میں پرانے نبی کے آئندہ آنے کا ذکر ہے؟ اگر ہے تو ہمیں وہ نکال کر دکھایا جائے۔

دوسرا سوال ہمارا یہ ہے۔ کہ اگر اس میں پرانے نبی کے آئندہ آنے کا ذکر موجود ہے تو دروازہ نبوت بند نہ ہوا وہ تو کھلا رہا۔ پھر دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کیوں کہا جا رہا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا۔ کیا یہ "متضاد" باتیں نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ اور ایک پرانے نبی کی آمد کے عقیدہ سے کیوں ختم نبوت پر زد نہیں پڑتی۔ اور اس سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔ اور وہ کونسی ایسی استثنار ہے۔ جس کی بنا پر آپ مسیح ناصری کی آمد ثانی کے قائل ہیں۔ اور اپنے لئے یہ بات جائز رکھتے ہیں اور ہمارے لئے نہیں؟

ثبوت امکان نبوت از قرآن کریم

اس سوال کا کہ آیا قرآن کریم میں کسی نئے نبی کی کوئی خبر ہے جواب دینے سے پہلے میں امکان نبوت کا ثبوت قرآن کریم سے دکھانا چاہتا ہوں۔ سو یہ امر واضح رہے کہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں امکان نبوت کا ذکر موجود ہے۔ جو سالہا سال سے ان علماء کہلانے والوں کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ اسے دیکھ کر لاکھوں انسان ان میں سے نکل کر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ انہیں وہ امکان نظر نہیں آتا۔

اسی طرح قرآن کریم میں اس بات کا بھی ذکر موجود ہے کہ آئندہ نیا نبی آئے گا۔ چنانچہ سورۃ جمعہ کی بعض آیات کا ترجمہ جو شاہ عبد الحق(؟) جلال والے مترجم قرآن کریم میں سے لیا گیا ہے یہاں ناظرین کرام کے ملاحظہ کے لئے درج کیا جاتا ہے۔ یہ ترجمہ کئی علماء کا مصدقہ ہے اسے دیکھ کر قارئین کرام بخوبی یہ سمجھ سکتے ہیں کہ آیا اس میں یہ موجود ہے یا نہیں کہ آئندہ نبی آئے گا۔ اور وہ اس زمانہ کے لوگوں میں سے ہوگا نہ کہ کوئی پرانا۔ اور وہ آکر اپنے زمانہ کے لوگوں میں وہی کام کرے گا۔ جو محمد رسول اللہ صلعم کرتے رہے ہیں۔ ترجمہ حسب ذیل ہے:-

"وہی ہے جس نے اُٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا پڑھتا ہے ان کے پاس اسکی آئتیں اور ان کو سنوارتا اور سکھاتا کتاب اور عقلمندی اور اس سے پہلے پڑے تھے صریح گمراہی میں اور ایک اور ان کے واسطے انہی میں سے جو ابھی نہیں ملے"۔

اس میں اور ایک اور انہی میں سے جو ابھی نہیں ملے (سورہ جمعہ) کے الفاظ قابل غور ہیں۔ ایک اور کے الفاظ بتاتے ہیں۔ کہ ایک نبی کے لئے پیشگوئی ہے۔ اور اس کے متعلق بتایا ہے کہ وہ آئندہ آنے والوں میں سے ہوگا۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر قرآن کریم کی کسی آیت میں یہ موجود نہ تھا کہ آئندہ نیا نبی آئے گا۔ تو ان علماء نے یہ ترجمہ کہاں سے اور کیوں کیا۔ کہ آئندہ بھی نبی آئے گا۔ اور وہ نیا ہوگا۔ وہ ان لوگوں میں سے آئے گا جن کی اصلاح اس کے ذمہ ہوگی۔ علماء کا ترجمہ بتاتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں یہ بات موجود ہے۔ اور جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔ وہ قرآن کریم کو جھٹلاتا ہے۔ اور اس کا دشمن ہے۔ سو انہوں نے اس ترجمہ کو اختیار کر کے لوگوں کے وہم کی تردید کر دی ہے۔ اس ترجمہ میں ایک نبی کی آئندہ آمد کا صاف ذکر موجود ہے۔ اور وہ ان علماء پر موت وارد کر دینے والا ہے۔ چنانچہ یہ ترجمہ کئی لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ مگر ان سے سوائے خاموشی کے اور کچھ بن نہ پڑا۔ کیا اب بھی ان لوگوں کو یہی کہتے چلے جانا چاہیئے۔ کہ قرآن میں کسی نئے نبی کی آمد کا ذکر موجود نہیں۔ جب قرآن مجید میں یہ ذکر موجود ہے۔ تو کسی کا کیا حق ہے۔ کہ وہ اس کے خلاف شور مچائے۔ اگر شور مچانا کسی کا حق ہے۔ تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کو قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں۔ ایسے لوگ تو ایک پکے دشمن ہیں۔ کیونکہ اگر نبی آجائے۔ تو ان کے حلوے مانڈے اور مجبراتیں سب بند ہو جاتی ہیں اور مسجد ملا کی امامت جس پر ان کی روزی کا دارومدار ہے۔ ہاتھ سے جاتی ہے۔ اور کفر کے فتوؤں کی مہریں جن سے وہ دھڑا دھڑ بجائے مومن بنانے کے کافر بناتے چلے جا رہے ہیں چھنی جاتی ہیں۔

دوسری بات یہ لکھی گئی ہے کہ دین چونکہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس لئے اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔ اگر ضرورت باقی ہے تو اس سے اسلام ناقص ثابت ہوگا۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ بعض اوقات نصاب کی کتاب لکھنے والا۔ اسے سمجھانے والا اور اس پر عمل کرانے والا شخص جب نہیں ہوتا۔ تو اس کی عدم موجودگی میں اس پر عمل کرانے والے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ چنانچہ سکولوں کالجوں میں دیکھ لو یہی ہوتا ہے۔ کہ کتاب کے مصنف کے بعد اس پر عمل کرانے والے کوئی اور لوگ ہوتے ہیں۔ اس طرح اس کے سمجھانے والے بھی اور ہوتے ہیں۔ وہاں یہ بات کوئی نہیں کہتا کہ چونکہ مصنف نے مکمل کتاب پیش کر دی ہے۔ اس لئے اب کسی اور کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ غیر احمدی خود یہ مانتے ہیں۔ کہ مسیح ناصری دوبارہ تشریف لائیں گے۔ مگر ان کو اپنی یہ بات اس وقت یاد نہیں رہتی کہ ان کے آنے کی کیا غرض ہے۔ دین اسلام تو مکمل ہو چکا اگر وہ دوبارہ آئیں گے۔ تو دین اسلام ناقص ثابت ہوگا پس ان لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ذہنی ہی پیدا کردہ اس الجھن کا حل بتائیں۔ اور یہ بتائیں کہ پھر مسیح ناصری کی کیا ضرورت ہے۔ اگر دین کی تکمیل کی صورت میں کسی نبی کی ضرورت نہیں رہتی تو مسیح ناصری بھی نہیں آسکتے۔ اگر ان کا آنا ضروری ہے تو ضرورت نبوت ثابت ہے۔

اگر وہ کہیں کہ اس ضرورت کے وقت پرانا نبی آئے گا۔ تو ہم کہتے ہیں ضرورت تو تم لوگوں نے بہرحال تسلیم کر لی۔ پھر ضرورت کے متعلق ہم سے کیوں سوال کرتے ہو۔ جس طرح پرانے کے آنے سے دین ناقص ثابت نہیں ہوتا۔ نئے کے آنے سے بھی نہیں ہوتا

نئے یا پرانے کی فضول شرط

دراصل بات یہ ہے کہ انہوں نے نبی کے ساتھ نئے کی شرط پرانے کو مستثنیٰ کرنے کے لئے اپنے پاس سے لگائی ہے۔ اور یہ من گھڑت عقیدہ اختیار کر لیا ہے۔ کہ نیا نبی نہیں آئے گا۔ اگر پرانا آئے گا۔ تو وہ کس آیت کے ماتحت۔ اور کس ضرورت کے ماتحت آئے گا۔ اس کے آنے سے کیوں دین ناقص ثابت نہ ہوگا۔ اور نئے کے آنے سے دین کیوں ناقص ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب ان کے پاس کوئی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم میں اور ہمارے مخالف غیر احمدیوں میں اس بارہ میں مابہ النزاع صرف اس قدر ہے۔ کہ کون سا نبی آئے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ پرانا آئے گا۔ اور ہم نئے کی آمد کے قائل ہیں۔ ضرورت نبوت یا دین کے ناقص نہ ہونے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ دین مکمل ہے اور نبی کی ضرورت باقی ہے۔ یہ دونوں فریق کا مسلمہ عقیدہ ہے۔ اس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔

ہاں جہلاء اور عوام الناس کو بھڑکانے اور حضرت مسیح موعود کے خلاف ان کو اُکسانے کے لئے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ دروازہ نبوت بند ہو چکا ہے۔ ان سے کوئی پوچھے کہ اگر دروازہ نبوت مسدود ہو چکا ہے تو مسیح ناصری اس دروازہ سے کس طرح گذر کر آئیں گے۔ اگر دروازہ ان کے لئے کھل سکتا ہے تو نئے کے لئے بدرجہ اولیٰ کھل سکتا ہے۔ ہمیشہ نئے نبی ہی آتے رہے ہیں پرانا کبھی بھی نہیں آیا۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں نہیں بدلا بلکہ بار بار ذکر فرمایا ہے۔ کہ جن لوگوں کی اصلاح مدنظر ہوتی ہے۔ نبی انہی میں سے آیا کرتا ہے۔

اگر محل کے تیار اور مکمل ہونے کے باوجود کسی اینٹ کے لگانے کی ضرورت ہے۔ تو وہ نئی ہی ہوسکتی ہے نہ کہ پرانی۔ کبھی کسی عقلمند نے اس کی دیوار میں سے لگی ہوئی کوئی اینٹ نکال کر دوبارہ نہیں لگائی اور اگر لگائی ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس جگہ لگائی محل تو مکمل ہو چکا۔ تکمیل کے بعد تو ان کے خیال میں کسی ایک اینٹ کی بھی ضرورت نہ تھی۔ نہ نئی کی نہ پرانی کی محل مکمل ہو چکا۔ اگر ضرورت ہے تو نئی کیوں نہ لگائی جائے۔ لگی ہوئی پرانی اسی میں سے نکال کر کیوں لگائی جائے۔ اور اس طرح اس محل میں دوسری جگہ نقص کیوں پیدا کیا جائے؟

نبی نیا ہے مگر نئی شرائط نجات نہیں!

تیسری بات یہ کہی گئی ہے کہ نبی کے آنے کے ساتھ نئی شرائط نجات ماننی پڑتی ہیں۔ حالانکہ اگر مسیح ناصری کے آنے کے ساتھ نئی شرائط نجات کے ماننے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ تو نئے نبی کے آنے پر کس طرح نئی شرائط نجات ماننی پڑتی ہیں۔ بالخصوص جبکہ آنے والے نے آکر کہہ بھی دیا کہ شرائط نجات نئی نہیں بلکہ سابقہ ہی ہیں۔ پھر اس کی طرف وہ بات منسوب کرنا جو اس نے نہیں کہی کہاں کی دیانتداری اور انصاف ہے۔ اگر اسی کا نام دیانتداری ہے۔ تو پھر اس کا جنازہ نکل چکا۔

غرضیکہ ایک طرف باب نبوت کے مسدود ہونے کا عقیدہ اور دوسری طرف اس کے ساتھ مسیح ناصری کی آمد ثانی کا عقیدہ یہ ایسے گورکھ دھندے ہیں جن کا حل ان مولویوں کے پاس کوئی نہیں۔ نہ عیسائی ایک تین اور تین ایک کی گتھی کو حل کر سکے اور نہ یہ علماء اپنی ان گرہوں کو کھول سکتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ صاف دل ہو کر آنے والے خدا کے مرسل پر ایمان لے آویں۔

ایک سوال

بہرحال اگر ختم نبوت اور لا نبی بعدی کے یہی معنی ہیں تو قرآن کریم نے کیوں ایک نبی کے آئندہ آنے کی خبر دی اور کیوں اختلاف پیدا کر کے لوگوں کو دھوکے میں ڈال دیا۔ کیا قرآن کریم نے خود یہ اعلان نہیں کیا کہ اس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں اگر اختلاف ہوتا تو یہ خدا کا کلام کہلانے کا مستحق نہ ہو سکتا تھا۔ ایک طرف یہ کہنا کہ ہر قسم کی نبوت ختم ہو چکی ہے اور کوئی نبی نہیں آ سکتا تھا۔ اور دوسری طرف اسی منہ سے یہ کہتے چلے جانا کہ آئندہ بھی نبی آئے گا۔ اگر یہ اختلاف نہیں تو اور کیا ہے۔ اور اگر یہ اختلاف ہے تو اس کا حل کیا ہے۔

اگر یہ لوگ جان بوجھ کر ایسا طریق اختیار کر رہے ہیں جو اسلام کو سراسر نقصان پہنچانے والا ہے۔ تو کیا انہیں یہ بات معلوم نہیں کہ یہ چیز انہیں خدا تعالیٰ کی لعنت کے قریب کر رہی ہے۔

کیا موجودہ علماء نبی کے قائمقام ہیں؟

بعض مسیح ناصری کی بجائے علماء کا نام دیتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ علماء قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے لئے موجود ہیں۔ مگر یہ ان کا خیال ہی خیال ہے۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم ہی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہوا ہے۔ کہ ایک وقت آئے گا کہ یہ مسلمان کہلانے والے عوام اور علماء قرآن کریم کو ترک کر دیں گے۔ چنانچہ اس امر کا شکوہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ فرماتا ہے۔ یارب ان قومی اتخذوا هذا القران مهجوراً۔ پس قرآن تو خود ان علماء وغیرہ پر یہ واویلا کر رہا ہے کہ انہوں نے اسے ترک کر دیا ہے۔ اور ان کی اپنی زبوں حالی اس کی شاہد ناطق ہے ادھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی فرمایا ہوا ہے کہ آخری زمانہ میں اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف نقش باقی رہ جائیں گے۔ حقیقت باقی نہ رہے گی۔ لوگ نہ تو قرآن کریم پر عمل کریں گے۔ اور نہ اس کی طرف توجہ دیں گے اور علماء کے متعلق فرمایا کہ وہ اس وقت کی بدترین مخلوق ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے اپنا اصل کام چھوڑ کر لوگوں کو گمراہ کرنا اور کافر بنانا شروع کر دیا ہوگا۔ اور ان کی عملی حالت ناگفتہ بہ ہوگی۔ وہ زمین کی تمام مخلوق میں سے بدتر ہوں گے۔ وہ شرارتوں کا مجسمہ ہوں گے۔ فتنوں کا مرکز۔ فتنے ان میں سے پیدا ہوں گے اور ان کے اندر واپس لوٹائیں گے۔

پس جب علماء کی یہ حالت ہے تو اسلام کا خدا حافظ! وہی وقت ہوگا جبکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کا کوئی بندہ روح القدس کی تائید سے کھڑا ہو۔ اور ان علماء کو دعوت حق دے اور دنیا کی راہنمائی کے لئے خدا کی طرف سے ہدایت پیش کرے اور ان سے قرآن کریم پر عمل کراوے۔

قرآن کریم کی طرف دعوت دینا اور اس پر عمل کروانا اس وقت کے علماء کا کام نہیں۔ یہ وہی کر سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے آپ کھڑا کرے۔ اور اس کے اندر آسمانی روح ڈالے اور اس کے اندر وہ قوت اور طاقت پھونکے جو پہاڑوں کو بھی ہلا دے۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ لوگوں سے اس پر عمل کرا دے۔ بلکہ اسلام کے اندرونی اور بیرونی فتنوں کو جو اسلام کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں دور کر دے۔ اور مخالفین کو اسلام کی طرف کھینچنے کے لئے قرآن کریم کے علوم اور حقائق و معارف کے ایسے دریا جاری کر دے۔ جو ان کے جھوٹے فلسفوں اور فلسفیوں کے خس و خاشاک کو بہا کر الگ کر دیں۔ اور یہ اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ دکھلا کر انہیں اسلام کا گرویدہ بنا لے۔

یہ وہ ضرورت حقہ ہے یا یہ وہ کام ہے جو ایک نبی کو بلا رہا تھا۔ اور جس سے موجودہ زمانہ کے علماء کوسوں دور تھے اور ہیں۔ وہ اپنی نااہلیت کی وجہ سے اسلام کے شیرازہ کو مجتمع کر کے مضبوط کرنے کی بجائے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پراگندہ کر رہے ہیں۔ اور اسلام کو اغیار کی نظروں میں بدنام کر کے اس کی وقعت کو گرا رہے ہیں۔

۱۹۵۲ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر اتفاقاً مکرم مولانا ارشاد احمد صاحب شیخ آبادی جو دیوبند میں کام کرتے ہیں قادیان میں تشریف لائے۔ اور اجرائے نبوت کے مسئلہ پر ان سے ہماری طرف سے تبادلۂ خیالات ہوا۔ ہماری طرف سے اس امر کے ثبوت میں کہ آئندہ بھی نبی آسکتا ہے ان کے سامنے آیت پیش ہوئی۔ واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه (آل عمران)

مولانا موصوف نے اسے بڑے غور سے دیکھنے کے بعد فرمایا کہ اس جگہ گذشتہ انبیاء سے عہد لینے کا ذکر ہے۔ اور یہ عہد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ جب آپ تشریف لاویں تو آپ پر ایمان لا کر آپ کی مدد کی جاوے۔ آپ کے بعد کسی نبی کے لئے عہد کا ذکر نہیں اور نہ آنحضرت صلعم سے کوئی ایسا عہد لیا گیا تھا۔ اگر آپ سے بھی عہد لیا گیا تھا تو وہ دکھلایا جائے۔ اس پر ان کے سامنے سورۃ احزاب کی وہ آیت پیش کی گئی جس میں منك کے لفظ میں آپ سے بھی عہد لئے جانے کا ذکر موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے واذ اخذنا من النبيين ميثاقهم ومنك ومن نوح وابراهيم وموسى وعيسى ابن مريم واخذنا منهم ميثاقاً غليظا (احزاب ع)

مولانا نے اسے بھی غور سے دیکھا اور پھر دو آیات کا زمانہ نزول دریافت کیا۔ بتانے پر انہوں نے فرمایا کہ آل عمران والی آیت جس میں نبیوں سے آئندہ آنے والے نبی پر ایمان لانے کے عہد کا ذکر ہے۔ بعد کی ہے۔ اور احزاب والی آیت جس میں آنحضرت صلعم سے عہد لئے جانے کا ذکر ہے پہلے کی ہے۔ مگر جب ان سے یہ دریافت کیا گیا کہ اس سے ان آیات کے مضمون پر کیا اثر پڑا۔ یہ کہاں سے نکل آیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کسی آنے والے نبی کے متعلق عہد نہیں لیا گیا۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ ایک میں اس عہد کا اجمالاً ذکر ہے اور دوسری میں تفصیلاً اس سے ان کے مضمون میں کوئی فرق نہیں پڑتا مضمون وہی رہتا ہے کہ نبیوں سے بھی عہد لیا گیا تھا۔ اور آپ سے بھی کہ آئندہ آنے والے نبی و رسول پر ایمان لاویں۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ یہ درست ہے کہ مضمون میں اس تقدیم و تاخیر سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور پھر فرمایا کہ اس بارہ میں مجھے کبھی غور کرنے کا موقع نہیں ملا میں اس پر غور کر کے ہی کچھ بتا سکتا ہوں۔ ان کے تشریف لے جانے کے بعد ان کی خدمت میں خط بھی لکھا گیا۔ مگر پھر بھی ان کی طرف سے غور کے کسی نتیجہ سے ہمیں اطلاع نہیں ملی جس کا ہمیں افسوس ہے۔

اس جگہ اس بات کا بھی ذکر کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ جناب مولانا حسین احمد صاحب مدنی رئیس دار العلوم دیوبند اور بعض اور مدارس کے منتظمین کی خدمت میں بھی خطوط لکھے گئے لیکن جواب سے محروم رہے۔ یہ خطوط ان مولانا مسلموں کی فرمائش پر لکھے گئے تھے۔ جو ان کے ہاں سے نکل کر قادیان تعلیم کی غرض سے آگئے ہوئے ہیں۔

بہرحال یہ آیات بتاتی ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بھی وہی عہد لیا گیا تھا۔ جو سابقہ انبیاء سے لیا گیا تھا۔ اور انبیاء سے عہد لینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی معرفت ان کی امتوں سے یہ عہد لیا گیا تھا۔ کہ جب ان کے پاس کوئی رسول آوے تو وہ اس پر ایمان لا کر اس کی مدد کریں۔ اس کے کام میں اس کے ممد اور معاون بن جائیں۔ یہی عہد آنحضرت صلعم کے ذریعہ سے آپ کی اُمت سے بھی لیا گیا ہے کہ وہ بھی رسول کے آنے پر ایمان لا کر اس کی مدد کریں اور اس کے کاموں میں اس کا ہاتھ بٹائیں اور اس کی کمر کو مضبوط کریں۔

پس یہ آیت اجرائے نبوت کی قطعی دلیل ہے۔ جس طرح محمد رسول اللہ صلعم کے آنے پر آپ کا ماننا ضروری ہے۔ اسی طرح آپ کے بعد آنے والے رسول کی رسالت پر ایمان لانا اور اس کی جماعت میں داخل ہونا اور اس کی مدد کرنا اور اس کے سلسلہ کو ترقی دینا بھی ضروری ہے۔ دونوں آیتوں میں نبیوں سے عہد لینے کا ذکر موجود ہے۔ آل عمران میں اس عہد و میثاق کی تشریح کر دی گئی ہے۔

پس اس سے اجرائے نبوت کا ثبوت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ جس سے بڑھ کر کوئی ثبوت ممکن نہیں۔ جس پر لوگ اپنی جہالت سے اس جگہ اپنا من گھڑت ... کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ آیت میں اس عہد کا ذکر موجود ہے۔ جو ان سے لیا گیا تھا۔ اسے چھوڑ کر کسی اور طرف جانا حق سے صریح گریز ہے۔ (باقی)

(اس کے بعد آئندہ قسط میں "خاتم النبیین" کی حقیقی تشریح پیش کی جائے گی اور ساتھ ہی لا نبی بعدی اور عقیدہ "ختم نبوت" کے خلاف اسلام عقیدہ کی حقیقت آشکارا کی جائے گی۔ انشاء اللہ)

نوٹ :-

اخبار روشنی جگراؤں کا ختم نبوت نمبر تجارت احمدیہ اور حضرت مقدس بانی علیہ السلام کے متعلق گالیوں سے پُر ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہر زمانہ کے مقدس لوگوں کو مخالفین اسی طرح یاد کرتے رہے ہیں۔ ہم نئے مضامین کے اس حصہ کو حوالہ بخدا کرتے ہوئے جتنے امور کا جواب ہماری طرف سے ہمیشہ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ وسيعلم الذين ظلموا اي منقلب ينقلبون۔

"آریہ پرچارک وجماعت احمدیہ ہبلی"

"پاکستان کا مولوی وبھارت کا پنڈت"

تقسیم ہند کے بعد پاکستان کے علماء اور بھارت کے پنڈتوں کے سر پر جو تبلیغ و جہاد اور شدھی کا جنون سوار ہؤا ہے شائد ہی اس سے قبل ان دین اور دھرم کے ٹھیکیداروں کو اپنے اپنے دھرم کا کوئی خیال آیا ہو۔ مگر واقعات سے یہ عجیب امر بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کا جوش بھی صرف مظلوم اقلیت کے ساتھ تعلق رکھنے والے طبقوں تک ہی محدود ہے پاکستان میں دیکھ لو آج کل مولویوں کے اندر کس طرح جوش پیدا ہؤا ہے۔ اور کس طرح ان کے افعال وکردار ان سے اختلاف رکھنے والے طبقہ کے لئے باعثِ وبالِ جان بنے ہوئے ہیں۔ یہی حالت بھارت کے پنڈت کی ہے۔ فرقہ پرستوں کے بھی قربان جایئے۔ کس کس لباس میں اپنی مطلب براری کی جا رہی ہے۔ حالانکہ تبلیغ اور شدھی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چند مظلوم اور بے کسوں کو نشتر سے ننگا کر ڈرایا جائے۔

آریہ پنڈت ہبلی میں

ہبلی علاقہ کرناٹک (بمبئی) میں چند آریہ پنڈت صاحبان تشریف لائے۔ پرچار تو ویدک دھرم کا تھا مگر ایک ہفتہ میں سوائے قرآن اور بائیبل اور اسی طرح اسلام کے بادشاہوں پر تمسخرانہ اعتراضات کے اور کوئی کام نہ کیا۔ جماعت احمدیہ ہبلی کی تعداد کوئی اتنی زیادہ نہیں ہے۔ مگر جماعت نے التزام کے ماتحت ان کی تمام تقریروں کو نوٹ کیا۔ ہمارا خیال تھا کہ یہاں پچھلے دو ماہ سے چند مولویوں کو تبلیغ کا بڑا جنون پیدا ہؤا تھا اور آئے دن یہ اسلام کے ٹھیکیدار جماعت احمدیہ کے خلاف گند پھیلا رہے تھے۔ شائد اب اپنے ہم جنس پنڈتوں کو جنہوں نے اسلام پر لگاتار ایک ہفتہ اعتراضات کی بوچھاڑ کی ہے جواب دینگے۔ مگر جوش بھی بڑا اعقامند ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش ہمیشہ کمزور پر آتا ہے۔ اتنے عرصہ میں کسی مولوی نے اونچی آواز سے سانس بھی نہیں لیا۔ غرباء میں ہمیشہ دین کا جوش ہوتا ہے۔ ان کا واقعہ میں یہ ہفتہ بے چینی کے ساتھ گذرا ہے۔ کیونکہ اعتراضات کذب اور اخلاق سے گرے ہوئے تھے اور تقریروں کا خلاصہ یہ ہوتا تھا کہ بس یہ مسلمان جانے نہ پائیں یا شدھ ہو جائیں یا پھر عرب کو چلے جائیں۔

چیلنج منظور

ان حالات کے پیشِ نظر جماعت احمدیہ ہبلی نے فیصلہ کیا کہ باقی دنوں میں جو انکے جلسے ہیں ان میں آئے اعتراضات کے جواب دینے کیلئے وقت لیا جائے۔ چنانچہ ۱۹؍۲؍۵۴ کی رات کو جب پنڈت جگدیش چندر جی امرتسری نے اسلام پر اعتراضات کرکے جلسہ میں چیلنج کیا کہ ہے کوئی مسلمان میرے اعتراضات کا جواب دینے والا"۔ (پنڈت جی نے بعض قرآنی آیات غیر مکمل پیش کر کے اعتراض کئے تھے) جلسہ میں ہندوؤں کے علاوہ مسلمان بھی کثرت سے تھے۔ چنانچہ انکے اس چیلنج کے تحت جماعت احمدیہ ہبلی کے نمائندہ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل جلسہ میں اٹھے اور اسٹیج کے سامنے جا کر عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔ اس پر جلسہ میں سناٹا چھا گیا اور وہی مسلمان بھائی جو ان مولویوں کی باتوں کو سنکر ہمارے ساتھ بولنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ خوشی سے آوازیں دینے لگے شاباش شاباش۔ یقیناً یہ ایک معجزہ تھا۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کی جماعت کو عطا فرمایا ہؤا ہے۔ پنڈت جی تلملائے اور بجائے موقعہ دینے کے کہنے لگے صدر سے پوچھو۔ صدر نے جواب دیا موقعہ نہیں دیا جا سکتا۔ اس رویہ کو دیکھ کر نہ صرف مسلمان حاضرین بلکہ ہندو حاضرین نے بھی لعنت ملامت شروع کر دی کہ پہلے چیلنج کیوں کیا تھا اب موقعہ دیا جاوے اور سارا پبلک سٹیج کے گرد جمع ہو گئی پھر بھی موقعہ نہ دیا گیا اور جلسہ کی کارروائی بند کر دی گئی۔

احمدی مبلغ بطور نمائندہ اسلام

دوسرے روز آریوں کی طرف سے سرو دھرم سمیلن یعنی All Religions Conference منعقد کی گئی جس میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل کو اسلام کے متعلق اظہار خیال کرنے کی دعوت دی گئی۔ جلسہ کے انتظام کو ملاحظہ فرمایئے چار پنڈت صاحبان تو صرف ویدک دھرم کو آدھ آدھ گھنٹہ میں پیش کرینگے۔ سکھ عیسائی پارسی کو ۲۰ منٹ اور اسلام کے نمائندہ چوہدری مبارک علی صاحب کو ۱۵ منٹ یا زیادہ سے زیادہ بیس منٹ مکرم مولوی صاحب نے تقریر شروع کرنے سے قبل انتظام کی غیر مساویانہ حقوق جو مقررین کو دیئے گئے ہیں ان پر روشنی ڈالی مضمون کا عنوان تھا "دنیا پیدا کیوں کی گئی" اور اس کے پیدا کرنے کا مدعا کس طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ پنڈت جگدیش چندر جی نے ۱۹؍۲؍۵۴ کی رات کو جو اعتراضات کئے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا قرآن نے بتایا ہے کہ دنیا کو پیدا کرنے کی غرض جہنم بھرنا ہے۔ (سورۃ سجدہ کی یہ آیت پیش کی۔ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ) جلسہ میں عزیزم مبارک علی صاحب نے تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ تقریر کے تین حصے ہیں اور وقت ۱۵ منٹ ہے۔ چونکہ تقریر کے ایک حصہ میں پہلی رات اعتراض بھی ہؤا تھا اس لئے میں تقریر کے اس حصہ کو ہی لیتا ہوں۔ کہ اسلام نے انسانی پیدائش کی کیا غرض بتائی ہے اور ساتھ ہی اس آیت کی تشریح کر دیتا ہوں جس پر پنڈت جی کو دھوکا لگا ہے یا دیدہ دانستہ پنڈت جی نے دھوکا دینا چاہا ہے اور چونکہ انتظام میں مقررین کو وقت دینے میں بے انصافی سے کام لیا ہے۔ اس لئے بقیہ حصہ تقریر جماعت احمدیہ کی طرف سے پرسوں شام کو جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے اس میں بیان کروں گا۔ اور جلسہ میں پنڈت صاحبان کے جملہ ایک ہفتہ کے اعتراضات کے بھی جوابات دیئے جاویں گے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ میرے ہموطن پنڈت جی اپنا قوس واپس نہ کر جاویں گے اور جلسہ میں ضرور تشریف لائیں گے۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کو پیش کر کے مکمل تشریح بیان کی۔ اور ساتھ ہی اس آیت کی تشریح کی کہ اگر پنڈت جی ساری آیت پڑھ لیتے یا پیش کر دیتے تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ آیت کے شروع میں ہی آتا ہے إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ جہاں جہنم کو کہ جو مجرموں کے لئے ہے اور جہنم کے لفظ سے اتنا ڈرنا نہیں چاہیئے میں جہنم کے معنی روحانی امراض کا ہسپتال کرتا ہوں۔ اگر وقت ہوتا تو قرآنی آیات سے تشریح کرتا اور پھر وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي سے مراد کونسا قول ہے۔ وہ سورہ ص میں ملاحظہ فرمائیں جس میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مخاطب کر کے فرمایا ہے قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ۝ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ تقریر کے ختم ہونے کے بعد جلسہ جو کہ ایک سینما ہال میں ہؤا تھا کثرت سے مسلمان بیٹھے تھے۔ انہوں نے خوشی سے جزاکم اللہ کہا۔ جلسہ کی کارروائی کے بعد پنڈت جگدیش چندر جی امرتسری نے خود ایک غیر از جماعت کے سامنے اقرار کیا کہ مولوی صاحب کی تشریح واقعہ میں معقول تھی اور میرے اعتراض کا معقول جواب مل گیا ہے الحمد للہ۔

۲۱؍۲؍۵۴ کی رات کو پھر شہر کے چوک میں آریوں کی طرف سے جلسہ ہؤا جس میں تناسخ کے مسئلہ کو پیش کیا۔ مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ۱۹؍۲؍۵۴ کی رات کے بعد پنڈت کے منہ سے چیلنج کا لفظ نہیں نکلا۔ ایک جلسہ میں پنڈت جی کے منہ سے ایک اعتراض پھر نکل گیا کہ قرآن تعصب سکھلاتا ہے۔ اور صرف مسلمانوں کو ہی ہدایت دیتا ہے۔ اس پر پھر مولوی مبارک علی صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور اونچی آواز سے آیت پڑھی۔ پنڈت جی! هُدًى لِّلنَّاسِ هُدًى لِّلنَّاسِ اس پر چاروں طرف سے تالیاں بھی شروع ہو گئیں۔

آریہ پنڈت کے اعتراضات کے جوابات

مورخہ ۲۳؍۲؍۵۴ کی شام کو اُسی چوک میں جماعت احمدیہ کی طرف سے جلسہ کیا گیا۔ باقاعدہ لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ جلسہ میں پہلے حکیم عبد الرحمٰن صاحب سیکرٹری امور عامہ نے اتھروید کے ایک منتر کو سنسکرت زبان میں پیش کر کے بہاں کنٹری تشریح کی کہ وید نے انسانی پیدائش کی کیا غرض بیان کی اور پنڈت جی نے کیا بتائی ہے اس کے بعد مکرمی چوہدری مبارک علی صاحب نے ۸ بجے تقریر شروع کی اور رات کے بارہ بجے تک دو گھنٹے میں جملہ اعتراضات کے جوابات اور انکی تفصیلات پر روشنی ڈالی۔ تقریر میں ستیارتھ پرکاش۔ وید اور گیتا کو پیش کیا گیا۔ اور اس کے علاوہ آریہ سوسائٹی کے اصول شری کرشن جی مہاراج اور رام چندر جی مہاراج حضرت گورو بابا نانک۔ لنگایت مذہب۔ سناتن دھرم اور دوسرے مذاہب کے بانیوں اور پیروؤں کے متعلق جو ہیں پیش کئے اور حوالے ستیارتھ پرکاش (اردو) کے پیش کئے گئے۔ چونکہ اعتراضوں کے جوابات تھے۔ اس لئے ہر قسم کے طبقہ نے دلچسپی سے سنے۔

احمدی مبلغ کو خراج تحسین

جماعت احمدیہ ہبلی کے افراد پر پچھلے چند ماہ سے عجیب ابتلاء آیا ہؤا تھا۔ چند فتنہ پرداز مولویوں نے مسلمان بھائیوں کو بہت اکسایا ہؤا تھا اور ہمارے ساتھ بول چال بند تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان بھائیوں کی غلط فہمی کو دور کرنے کے اسباب پیدا کئے تاکہ پتہ چل جائے کہ یہ علماء صرف ذاتی منفعت کے دلدادہ ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد ہمارے ان بھائیوں کے ہی یہ الفاظ تھے۔ کہ اے خدا اس قادیانی مولوی کی لمبی عمر کر دے جس نے آج نہایت ہی منصفانہ رنگ میں اسلام کی عزت رکھ لی۔ ایک ڈاکٹر جو کہ ابھی نوجوان ہے اس نے تو صاف لوگوں کو کہہ دیا کہ گو میں احمدی تو نہیں ہوں مگر میں قادیانی مولوی کو اپنا رہنما سمجھتا ہوں جس نے اسلام کی عزت رکھی ہے بعض حلقوں میں انتظام ہو رہا ہے کہ مولوی صاحب کی تقریر اس موضوع پر کروائی جا دے مگر افسوس ہے کہ پھر بھی یہ چند مولوی باز نہیں آرہے اور اپنی بے غیرتی پر اسی طرح پردہ ڈال رہے ہیں کہ اسلام کو کون مٹا سکتا ہے اور انکے جوابات کی ضرورت کیا ہے۔

آخر میں اپنے مقامی مبلغ اسلام دعزیزم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل کیلئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ مولوی صاحب علاوہ تبلیغ کے باقاعدہ صبح کے وقت کالج بھی جاتے ہیں ان کا سالانہ امتحان مورخہ ۵؍۳؍۵۴ کو شروع ہے مگر اس ہنگامی تقریب کی وجہ سے لگاتار ایک ہفتہ سے رات دن ہم دونوں جاگ رہے تھے رات کے ایک ایک بجے تک ان پنڈتوں کی تقاریر نوٹ کرتے تھے صبح کے وقت کالج کے علاوہ انکے جوابات تیار کرتے تاکہ شاید دوسرے دن کے جلسہ میں ہی ہمیں اعتراضات کا جواب دینے کا موقع مل جائے۔

جماعت احمدیہ

(تیسری قسط)

از مکرم جناب مولوی بشیر احمد صاحب انچارج مبلغ سلسلہ احمدیہ دہلی

مخالفین کی اس شکست کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک عظیم الشان جماعت کا وعدہ دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء

ایسے لوگ تیری مدد کریں گے جن پر ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔

"I shall give you a large party of Islam."

ان الہاموں میں یہ بتایا گیا ہے کہ آپ کو ایسی جماعت ملے گی جو روحانی جماعت ہوگی۔ اور آپ کی مدد کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جن پر خدا تعالیٰ اپنی وحی نازل کرے گا۔

اور انگریزی کے الہام میں بتایا کہ نہ صرف ہندوستان کے لوگ ہی اس جماعت میں شامل ہوں گے بلکہ غیر ملکی لوگ خصوصاً جن کی زبان انگریزی ہوگی اس جماعت میں شامل ہوں گے۔

یہ ایمان افروز باتیں سن کر متلاشی حق بالکل مطمئن ہوگیا۔ اور اسے یقین ہوگیا کہ مخالفت کے طوفان اور آندھیاں اس جماعت کو ہلا نہیں سکتے وہ یقین اور ایمان سے لبریز ہوکر وہاں سے اُٹھا۔ اور کچھ عرصہ بعد ہی اس نے یہ دیکھا کہ وہی مٹھی بھر جماعت جو احمدیت کے خلاف صف آرا ہے۔ مخالفت کے طوفانوں اور آندھیوں میں سے گذر کر اونچی اُٹھ رہی ہے۔ اور بڑھ رہی ہے۔ اور اس کے مقابل پر آنے والے خائب و خاسر ہو رہے ہیں۔

دشمنوں کی مخالفت اور خدائی نصرت کی تفصیل تو بہت لمبی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ہر قوم کے نمائندے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کے مقابل آئے اور نامراد ہوئے۔ مثلاً مسلمانوں میں سے اسماعیل علی گڑھی۔ غلام دستگیر قصوری۔ چراغ دین جموی اور عیسائیوں میں سے مسٹر ڈوئی۔ ڈپٹی عبد اللہ آتھم۔ ہندوؤں میں سے پنڈت لیکھرام۔ ان سب کا انجام کسی سے پوشیدہ نہیں۔

پھر منظم ہو کر اس جماعت کے مقابل پر آنے والی جماعتیں بھی اپنا حشر دیکھ چکی ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں احرار نے بڑے طمطراق سے یہ کہا کہ جماعت احمدیہ پر ایسا منظم حملہ کبھی نہیں کیا گیا۔ اب جماعت احمدیہ ختم کر دی جائے گی۔ لیکن حضرت مقدس و مطہر خلیفہ نے ان ایام میں قادیان کی مسجد اقصیٰ کے ممبر پر کھڑے ہوکر فرمایا تھا۔ کہ "میں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی ہوئی دیکھ رہا ہوں" چنانچہ کچھ ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اور وہ جو جماعت کو مٹکنا چور کرنے کے ارادے سے اُٹھے تھے خود مٹکنا چور ہوگئے۔ ذلیل و خوار ہوگئے حتیٰ کہ خود مسلمانوں نے ان پر تھوکنا شروع کر دیا۔ فتدبروا یا اولی الابصار۔

پاکستان بننے کے بعد احرار نے پھر انگڑائی لی۔ اور اپنی سابقہ ذلت کو دھونے کی کوشش کی اور مودودی وغیرہ جماعتوں کو بھی اپنے ساتھ ملایا۔ اور ایک بار پھر انہوں نے یہ نعرہ بلند کیا کہ اس جماعت کو ختم کر دیا جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ پہلے سے خبر دے چکا تھا کہ "ان کی اسکیمیں فیل ہو جائیں گی" "نصر من اللہ و فتح مبین"

نیز فرمایا تھا۔

انی انا الرحمٰن ناصر حزبہ

ومن کان من حزبی سیغلب و ینصر

(تذکرہ ۲۳۶)

چنانچہ خدا تعالیٰ کے انہی وعدوں کے پیش نظر ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احرار کے اس دوسرے فتنہ کے اُٹھنے پر فرمایا تھا:-

"اگر ہم سچے ہیں اور یقیناً سچے ہیں۔ تو ہم ہی جیتیں گے۔"

ان دنوں میں ان واقعات کی وجہ سے جو پنجاب میں ہو رہے تھے بہت ہی بے چین تھا۔ اسی بے چینی میں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب الوصیت کو پڑھنا شروع کیا۔ میں قربان جاؤں اس خدا کے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانے میں سچا ہادی بنا کر بھیجا جس نے چند صفحات ہی اس کے مطالعہ کئے تھے۔ کہ میرے سامنے یک عبارت آئی کہ جس نے میری بے چینی کو یک دم رفع کر دیا۔ اور میرے دل کو یقین اور ایمان سے بھر دیا۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو۔ جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلیں گی۔ وہ ایک بڑا درخت بن جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوئ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا۔ وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے۔ اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے۔ اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی۔ اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی۔ وہ آخر فتحیاب ہوں گی۔ اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔" (الوصیت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت کو ایک طرف رکھیئے اور جماعت احمدیہ پر ہونے والے مختلف حملوں کو دوسری طرف رکھیئے اور غور کیجئے کہ خدا تعالیٰ نے کس کا ساتھ دیا۔ اور کون ناکام و نامراد ہوا۔

خدا کی قسم وہی کچھ ہوا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مندرجہ ذیل اشعار میں فرمایا تھا ؎

گر نہیں میں تو نے سب دشمن اُتارے
ہمارے کر دیئے اُونچے منارے
مقابل پہ میرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اور وہی ہوا۔ جو خدا تعالیٰ نے پہلے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان اشعار میں بتایا تھا

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگوں سار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ)

ان اشعار کے نیچے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے عنقریب ایسا ہوگا میں نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام کتنی بار پورا ہو چکی اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ۱۹۵۳ء میں تو یقیناً یہ کلام اپنی پوری آب و تاب سے پورا ہوا ہے۔

دوسری طرف باوجود ان شخصی انفرادی اور جماعتی مخالفتوں کے اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو ایک پاک جماعت عطا فرمائی جس کا تذکرہ کرتے ہوئے خود حضرت صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"میرے لئے یہ عمل کافی ہے کہ ہزار ہا آدمیوں نے (اب بفضل اللہ لاکھوں کروڑوں نے) میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزار ہا لوگوں میں بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے۔ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزار ہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے خود ایک نشان ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۳۵)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء کے مطابق کئی قسم کے لوگ آپ کو عطا فرمائے:-

(۱) آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ عطا فرمائے کہ جن کے ساتھ خدا تعالیٰ خود کلام کرتا ہے مثال کے طور پر ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وجود باجود ہے کہ جن کو خدا تعالیٰ اپنے کلام سے نوازتا ہے۔ آپ کے علاوہ اور کئی بزرگ ہستیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے الہامات و کشوف کے ذریعے تسلی دیتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ اس جماعت میں داخل کئے جنہوں نے اپنے تمام اوقات خدمت دین میں لگا دیئے

(۳) ایسے لوگ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائے کہ جنہوں نے صداقت کی خاطر اپنی جانیں تک قربان کر دیں۔ باوجودیکہ ایک طرف موت تھی اور دوسری طرف یہ ظاہری مادی زندگی تھی۔ اگر وہ چاہتے تو اپنی جان کو بچا لیتے مگر انہوں نے ایمان سے خالی اس زندگی پر اس موت کو ترجیح دی جو انہیں دائمی زندگی عطا کرنے والی تھی۔ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب شہید مولوی نعمت اللہ صاحب شہید کا نام اسی قسم کے لوگوں میں نمبر اول پر ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ بھی اس جماعت

میں داخل سکے جن کو صرف اس گناہ کی پاداش میں کہ انہوں نے جماعت احمدیہ سے اپنا رابطہ کیوں قائم کیا ہے مارا گیا پیٹا گیا۔ اور بعض کو یہاں تک پیٹا گیا کہ ان کی زندگی ختم کر دی گئی۔ حتیٰ کہ بعض مرنے والوں کو مخالفین نے قبر تک بھی نصیب نہ ہونے دی۔ اور بعض کو قبروں سے نکال کر باہر پھینک دیا۔

(۵) ینصرک رجالٌ نوحی الیہم من السماء کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخلصین کی ایک جماعت عطا کی جو ایک گونہ دنیا سے منقطع ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے سالہا سال تک کے لئے اپنے وطنوں۔ ملکوں۔ بیوی بچوں اور عزیز و اقارب سے علیحدہ ہو گئے۔ اور بعض تو ان میں سے ایسے ہیں جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے باہر کے ممالک میں گئے اور پھر واپس نہ آسکے۔ جیسا کہ

مولوی محمد اللہ صاحب مولوی فاضل فلسطین کی سرزمین میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

آپ کے بعد حافظ جمال احمد آسی سرزمین میں شہید ہوئے اور واپس نہیں آسکے۔

شاہزادہ عبد المجید صاحب سرزمین ایران میں اور محمد رفیق صاحب سرزمین ترکستان میں مرزا منور احمد صاحب سرزمین امریکہ میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

(۷) اسی الہام کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخیر لوگوں کی ایک جماعت عطا کی جنہوں نے اپنے مالوں کو اپنا مال نہ سمجھا بلکہ خدا تعالیٰ کا مال سمجھتے ہوئے اس کے راستہ میں سب مال ڈال دیا۔

(۸) آپ کو ذی وجاہت لوگوں کی جماعت ملی جنہوں نے اپنی عزت و وجاہت کو دین کی تائید اور نصرت میں لگا دیا۔

کہاں وہ وقت تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکیلے تھے۔ اور کہاں یہ وقت آیا کہ آپ کی جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگ جن میں بیرسٹر۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ گریجوایٹ۔ ایم۔ اے۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈاکٹر۔ مولوی فاضل وغیرہ شامل ہیں داخل ہوئے۔ جس پر مولانا ظفر علی کو بھی یہ کہنا پڑا:۔

کل آج میرزا حیرت زدہ نگاہیں جس کو دیکھ رہا ہیں کہ بڑے بڑے گریجوایٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکل رہے ہیں۔ ان کو خاطر میں نہ لاتے تھے

غلام احمد قادیانی کی خرافات واہیہ پر آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں۔"

(زمیندار ۹ر اکتوبر ۳۲ء)

(۹) پھر اس الہام کے مطابق ایک خاص جماعت اللہ تعالیٰ نے قدوا کر لوگوں کی حضرت مسیح موعود کو عطا فرمائی ہے۔ وہ لوگ ظاہر میں تو غریب اور تہی دست نظر آتے ہیں۔ یا بیمار اور معذور ہیں۔ لیکن رات کی تاریکیوں میں عرش الٰہی کا طواف کرتے ہیں۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواتین میں سے بھی ایک بہت بڑی جماعت عطا فرمائی ہے جو کہ خدا تعالیٰ کے راستہ میں عظیم الشان قربانیاں کرنے والی ہیں جنہوں نے اپنی قربانیوں سے انگلستان میں عظیم الشان مسجد قائم کر دی ہے اور اب ہالینڈ کی مسجد کے لئے فنڈ جمع کر رہی ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ینصرک رجالٌ نوحی الیہم من السماء کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عطا کئے۔

غیر ممالک میں احمدیت کی آواز

آپ کے دوسرے الہام

I shall give you a large party of Islam

کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہندوستان سے باہر بھی جماعت عطا کی۔ چنانچہ یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ نہایت ہی بے سر و سامانی کی حالت میں جماعت احمدیہ نے دیگر ممالک میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو بلند کرنے کا کام شروع کر رکھا ہے۔ اور آج اس غریب اور کمزور جماعت کی کوششوں کو خدا تعالیٰ نے یہاں تک قبول فرمایا ہے کہ غیر ممالک میں مشنوں کا ایک جال پھیل چکا ہے اور مختلف ممالک میں لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر اپنی روحانی پیاس کو بجھا رہے ہیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل ممالک میں احمدیہ جماعتیں بفضلہ تعالیٰ قائم ہو چکی ہیں

انگلینڈ۔ سکاٹ لینڈ۔ فرانس۔ جرمنی۔ اسپین۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ اٹلی۔ سسلی۔ نارتھ و ساؤتھ امریکہ کے مختلف مقامات میں جیسے واشنگٹن۔ نیویارک۔ پٹس برگ وغیرہ۔ اسی طرح ایسٹ اور ویسٹ افریقہ کے بیسیوں مقامات میں جماعتیں قائم ہیں۔

پھر پارٹیشن۔ عرب کے مختلف علاقوں میں نیز اسرائیل۔ سیریا۔ سنگاپور۔ ملایا۔ جاوا۔ سماٹرا۔ بورنیو۔ ایران۔ برما وغیرہ میں جماعت کے باقاعدہ مشن کام کر رہے ہیں۔ اور لاکھوں کی تعداد میں غیر ممالک کے لوگ اس نور سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔

اور بقول اخبار زمیندار۔ جماعت احمدیہ

"ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ اس کی شاخیں ایک طرف چین میں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں۔"

(زمیندار ۹ر اکتوبر ۳۲ء)

اور بقول اخبار تیج

" احمدیہ جماعت کا اثر ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی ہے۔ یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ آسٹریلیا۔ عرب۔ شام۔ ایشیا کے تمام حصے غرضیکہ دنیا کا کوئی قابل ذکر ملک نہیں جہاں احمدیہ کی شاخ یا کم از کم کوئی احمدی کام نہ کر رہا ہو۔ یورپ کے تمام ممالک انگلستان فرانس۔ جرمنی وغیرہ۔ غرضیکہ تمام جگہوں کے مشن موجود ہیں۔ امریکہ میں تبلیغ ہو رہی ہے۔ افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں اور ایران کے زرخیز متمدن ممالک ترکستان تمام۔ افغانستان کی خوشنما وادیوں میں غرضیکہ ہر جگہ ان کی کوششیں جاری ہیں اور دن بدن ترقی کر رہی ہے۔"

(اخبار تیج جون ۲۷ء)

جماعت احمدیہ کے بیرونی کام کے متعلق انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا لکھتا ہے:۔

" احمدیہ تحریک یورپ کے تقریباً سارے علاقوں پر کامیابی سے پھیل چکی ہے۔ اور تمام یورپین ممالک کے افراد کو مسلمان بنانے کی فکر میں لگی ہوئی ہے۔ مثلاً لندن۔ امریکہ۔ افریقہ۔ فلسطین۔ حیفا وغیرہ"

سکھ اخبار شیر پنجاب لکھتا ہے:

" اس جماعت کی تنظیم قابل رشک ہے ان کی تبلیغی کوششوں کا جال سارے کرۂ ارض پر بچھا ہوا ہے۔ اور وہ نہایت خوشی سے تمام دنیا میں اپنے مذہب کا پرچار کرتے ہیں"

ہندوستان ٹائمز ۲ر دسمبر ۵۱ء میں جسونت سنگھ جرنلسٹ کہتے ہیں۔

" احمدیہ جماعت بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ اس کی شاخیں یورپ۔ ایشیا کے مختلف ممالک افریقہ شمالی اور جنوبی امریکہ کے متفرق حصوں اور آسٹریلیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور ہر جگہ اس کے ماننے والے اپنی تعلیم اور تبلیغی سرگرمیوں کیلئے ممتاز اور نمایاں ہیں۔"

ماہانہ تبلیغی رپورٹ

قابلِ توجہ سیکرٹریان تبلیغ

مرکز کی طرف سے ہر جماعت میں لازمی طور پر سیکرٹری تبلیغ مقرر ہے جس کا کام مقامی جماعت کے تمام افراد کے لئے ٹھوس تبلیغی لائحہ عمل تیار کر کے اس پر کاربند کرنا اور پھر ہر ماہ کے اختتام پر اپنی جماعت کی تبلیغی مساعی سے مرکز کو باخبر کرنا ہے۔

مگر افسوس کہ سوائے چند مقامات کے اکثر سیکرٹریان اس اہم ذمہ داری کی طرف کامل توجہ نہیں دے رہے۔ اپنے تمام سیکرٹریان تبلیغ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ہر ماہ کی دس تاریخ تک گذشتہ مہینہ کی مکمل رپورٹ دفتر نظارت دعوت و تبلیغ میں پہنچا دیا کریں۔ تا مرکز بھی بر وقت اور مناسب طریق پر آپکی راہنمائی کر سکے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

مختصر اور ضروری خبریں

قاہرہ ۔ ۸؍ مارچ ۔ سعودی عرب کی حکومت نے مشرقِ وسطیٰ میں کام کرنے والی بین الاقوامی فضائی کمپنیوں کو متنبہ کر دیا ہے کہ جو طیارے اسرائیل کے فضائی اڈوں میں اتریں وہ سعودی عرب کی سرزمین سے نہ گزریں۔

اگر ان طیاروں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تو ان کو اترنے کے لئے مجبور کیا جائے گا بصورت دیگر مار کر گرا دیا جائے گا۔ حکومت سعودی عرب کو معلوم ہوا ہے کہ بعض کمپنیوں کے طیارے اسرائیل کے فضائی اڈوں میں اترتے ہیں اور وہاں سے سعودی عرب کے علاقہ میں پرواز کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۱۹۴۸ء میں عرب ممالک اور اسرائیل کی جنگ ہوئی تھی۔ دوسرے عرب ممالک نے اسرائیل کے ساتھ جنگ بندی کے معاہدہ پر دستخط کر دیئے تھے۔ لیکن سعودی عرب نے نہیں کئے تھے۔ سعودی عرب اور اسرائیل کی سرحدیں نہیں ملتیں۔ جنگ میں سعودی عرب کی فوج کی کمان مصری افسروں نے کی تھی۔ اور اسلحہ جات بھی مصر نے ہی دیئے تھے۔

آگرہ ۔ ۷؍ مارچ ۔ ضلع آگرہ کے ہریجنوں کی ایک پارٹی شیو راتری کے دن گنگا جل لینے کے لئے سوراؤں گئی۔ لیکن وہاں اونچی ذات کے ہندوؤں نے انہیں جل لینے سے نہ صرف روکا بلکہ زد و کوب بھی کیا۔

کچھ ہریجنوں نے اپنے آپ کو اعلیٰ طبقہ کا بتا کر جل حاصل کر لیا۔ مگر جو ہریجن جھوٹ نہ بول سکے انہیں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے بری طرح زخمی کر دیا۔

نئی دہلی ۔ غذائی پیداوار میں اضافہ کی بہت گنجائش ہے اور اگر خدا نے چاہا تو ہم اپنے ملک کے لوگوں کو پہلے کی نسبت بہتر غذا مہیا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ الفاظ وزیر زراعت ڈاکٹر پنجاب راؤ دیش مکھ نے ماہرین اعداد و شمار کے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہے ہیں۔

وزیر موصوف نے وزیر خوراک مسٹر رفیع احمد قدوائی کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اگر مسٹر رفیع احمد قدوائی جیسا شخص وزارت خوراک کا انچارج نہ ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ غذائی محاذ پر اتنی کامیاب اور اطمینان بخش ہماری جنگ نہ ہوتی۔ جتنی کہ آج ہم صحیح معنوں میں محسوس کر رہے ہیں۔

داخل ہونے پر مکھوپ نے ضبط پر زیادہ زور نہیں دیا ... اصلاح کی

کئی آج میرا حیرت زدہ نگاہیں عرت دیکھ رہا ہیں زر ب برٹ گرو ہیٹ ووڈ کیل اور پرونیسر اور ڈاکٹر وسکانٹ۔ ڈیکارٹ اور ہیگل سے نلنے تک کو خاطر میں نہ لاتے تھے

پہلے سے بھی زیادہ اختیارات سونپ دیئے گئے ہیں۔ یہ تازہ ترین اعلان مصری وزارت اور انقلابی کونسل کی ایک مشترکہ میٹنگ کے بعد کیا گیا۔ جو کل رات پارلیمنٹ بلڈنگ میں منعقد ہوئی۔ اس طرح جنرل نجیب مصر کی قسمت کا دوبارہ مالک بننے کی بازی جیت گئے پچھلے ماہ انقلابی کونسل نے جو قومی افسروں پر مشتمل ہے۔ جنرل نجیب کے ہاتھ سے اختیارات چھین لئے تھے۔ کرنل ناصر جو دو دن بعد ہی جنرل نجیب کے صدر کا عہدہ سنبھالتے وقت وزیر اعظم بنے تھے اس عہدہ سے محروم ہو گئے ہیں۔ اب انہیں نائب وزیر اعظم کا عہدہ حاصل ہوگا۔ آپ کو پچھلے ماہ کے انقلاب سے پہلے بھی یہی عہدہ حاصل تھا۔

راولپنڈی ۔ ۹؍ مارچ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے جو کہ پاکستان کے وزیر جنگ بھی ہیں آج کاکول اکیڈیمی میں پاکستان کی چار کمپنیوں کے کیڈٹوں کے روبرو تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی دفاعی کوششیں قوم کی آزادی ملک کے استحکام کو برقرار رکھنے اور جنگ کی روک تھام کرنا ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ ہماری مسلح فوجوں کے سپاہی بہترین ثابت ہوئے ہیں جنہیں تجربہ کار جرنیلوں کی رہنمائی حاصل ہے۔

کراچی ۔ ۹؍ مارچ ۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مغربی پاکستان کے مختلف صوبوں کے وزیر اعظم کی کانفرنس اس ماہ بلائی گئی ہے۔ جس میں ہندوستان اور پاکستان کے نہری پانی کے جھگڑا کے سلسلہ میں پیدا شدہ تازہ ترین صورت حالات پر غور کیا جائے گا۔ یہ وزیر اعظم مرکزی سرکار کے وزیر صنعت مسٹر نذیر احمد کے ساتھ صلاح مشورہ کریں گے ۔ جو کہ واشنگٹن میں بین الاقوامی بنک کے ساتھ بات چیت کرنے کے بعد واپس کراچی پہنچے ہیں اعلان میں لکھا ہے کہ کانفرنس میں اس عالمی بنک کی سفارشات پر بحث کی جائے گی۔ اور اس کے بعد حکومت پاکستان کے نظریہ سے بنک کو مطلع کر دیا جائے گا۔

نئی دہلی ۔ ۹؍ مارچ ۔ آج پارلیمنٹ میں سوالات کے وقفہ کے دوران ریلوے منسٹر نے بتایا کہ لاہور اور امرتسر کے درمیان ریل گاڑیوں کی براہ راست آمد و رفت عنقریب شروع ہو جائے گی اس سے پیشتر ڈپٹی ریلوے منسٹر شری الگیسن نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ فیروز پور ۔ قصور ۔ بس نیز حیدرآباد (سندھ) کے درمیان ریلوے سماٹرا ۔ لوڈ کے سلسلہ میں پاکستان سرکار سے کے باقاعدہ تجویز نامنظور کر دی ہے ۔ وزیر داخلہ ... نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ لاس کی پہاڑیوں سے موجودہ سیزن میں سنگتروں سے بھرے ہوئے ۲۷ ہوائی جہاز جن میں ۲۲۴۴ من سنگترے تھے کلکتہ لائے جا چکے ہیں۔

نئی دہلی ۔ حکومت ہند کی وزارت خوراک نے اعلان کیا ہے کہ حکومت ہند اور حکومت برما کے درمیان ایک معاہدہ کے مطابق حکومت ہند برما سے ۹ لاکھ ٹن چاول خریدے گا۔ معاہدہ پر ہندوستان کی طرف سے مسٹر کرشنا سوامی ڈائرکٹر جنرل آف فوڈ نے دستخط کئے۔

نئی دہلی ۔ ۹؍ مارچ ۔ وزیر تعلیم مولانا آزاد جو کہ کافی عرصہ سے ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے بستر علالت پر دراز تھے ۔ اور اپنی کوٹھی میں ہی تمام سرکاری کام کاج سر انجام دے رہے تھے ۔ آج صحتیاب ہونے کے بعد پہلی مرتبہ پارلیمنٹ کے اجلاس میں شامل ہوئے ۔ آپ کی آمد پر ہاؤس میں خوشی کا اظہار کیا گیا ۔ اور ممبروں نے تالیاں بجائیں۔

جالندھر ۔ ۹؍ مارچ ۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے ۔ کہ پنجاب سرکار نے اپنی خوراک پالیسی پر نظر ثانی کرنے کے بعد فیصلہ کیا ہے ۔ کہ گندم اور آٹا گندم کی سستی دکانیں کھولنے کی سکیم ان تمام شہروں اور قصبوں پر لاگو کر دی جائے جن کی آبادی ۵ ہزار یا ۵ ہزار سے زیادہ ہے اس کے ساتھ ہی یہ فیصلہ کیا گیا ہے ۔ کہ فوڈ گرین لائسنس رکھنے والے تمام دکانداروں کو بھی اس سکیم کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ دیا جائے اور انہیں اس طرح کا اختیار دیا جائے گا ۔ کہ سرکاری گوداموں سے اناج خرید کر کے وہ لوگوں کو مقررہ سکیل پر تقسیم کر دیں ۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی فیصلہ کر دیا گیا ۔ کہ ڈپوؤں پر اپنا راشن کارڈ دکھا کر پانچ میل تک جس بھی ڈپو سے چاہیں گندم یا آٹا لوگ خرید سکتے ہیں ۔ چاول کا راشن ختم ہو جانے کے بعد تمام ڈپو ہولڈروں کو یہ اجازت ہو گی ۔ کہ ان کے پاس چاول کا جو سٹاک پڑا ہوا ہے ۔ اس میں سے وہ پانچ سیر فی کس کے حساب سے چاول لوگوں کو فروخت کر سکتے ہیں ۔

حضرت مصلح موعود کا سخت تاکیدی فرمان

"ہر احمدی جو اپنی زبان سے دوسروں کو تبلیغ کرنے کی طاقت رکھتا ہے ۔ اگر وہ اپنے اوقات میں سے تبلیغ کو وقت نہیں دیتا یقیناً ایک فریضہ کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے ایسا ہی گنہگار ہے جیسے نماز کا تارک گنہگار ہے"

جو احباب زبان سے تبلیغ نہیں کر سکتے وہ ہمارے لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کر سکتے ہیں ۔ بوکلاذ آنے پر مفت روانہ کیا جاتا ہے ۔

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

نیپچ ۔ ۹؍ مارچ ۔ مسٹر نہرو نے یہاں پرسوں شام ایک بڑے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے ہندو مہا سبھا راشٹریہ سویم سیوک سنگھ اور جن سنگھ کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ فرقہ پرست جماعتیں مذہب اور سیاست کو خلط ملط کر کے مفاد ملک کو سخت نقصان پہنچا رہی ہیں ۔ ماضی میں ملک کا اندرونی اختلافات کے باعث بیرونی حملہ آوروں نے فتح کر لیا تھا اگر اب بھی لوگوں نے فرقہ پرست جماعتوں کی مزاحمت نہ کی تو ملک کو پھر شدید خطرہ کا سامنا ہوگا ۔

اگر ہندوستانیوں کو ایک بڑی قوم کی حیثیت سے باقی رہنا ہے تو اتحاد قائم رکھنا چاہیئے ۔ اس وقت دنیا میں کشیدگی موجود ہے ۔ ان دشمنان وطن اندرونی اختلافات سے فائدہ اٹھا کر اس کی آزادی کو ختم کر دیں گے ۔

اگرچہ ہم نے آزادی حاصل کر لی ہے ۔ لیکن ابھی مفلسی دور نہیں کر سکے ۔ احتیاج اور بیروزگاری موجود ہے ۔ ناداری اور بیکاری کو ختم کئے بغیر ملک ترقی نہیں کر سکتا اور اس کی خوشحالی اور مسرت نصیب نہیں ہو سکتی ۔ ایک بہت بڑا کام ہے جو سخت محنت اور خود اعتمادی سے ہی ہو سکتا ہے محض نعرے لگانے اور حکومت پر غیر ذمہ دارانہ نکتہ چینی سے نہیں ہو سکتا ۔

نئی دہلی ۔ ۸؍ مارچ ۔ مرکزی وزیر مالیات مسٹر سی ڈی دیش مکھ نے آج ریاستی کونسل میں یہ کہا کہ اگر ہم آئندہ دو برسوں میں پنجسالہ منصوبہ کو تکمیل تک پہنچانا چاہتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ حکومت کو پانچ ارب سے ساڑھے پانچ ارب روپیہ تک کی مال کی کمی سے دوچار ہونا پڑے ۔